ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

مئی 2022ء

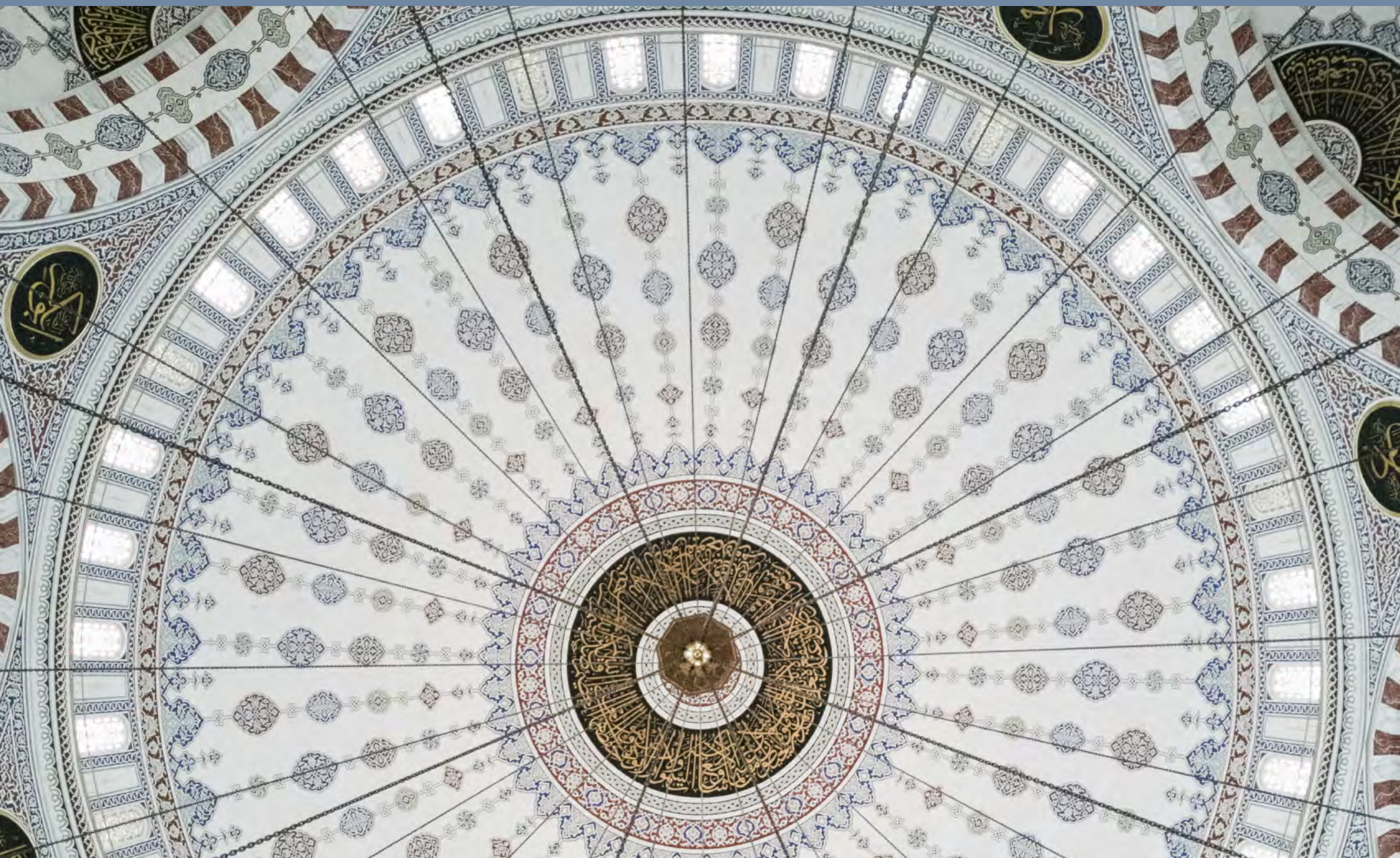

مومنین کے ساتھ قیام خلافت اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا عظیم الشان وعدہ

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(سورۃ النور 56:24)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
احباب جماعت کے نام ایک اہم پیغام

''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے۔''

(ماہنامہ خالد ربوہ۔ مارچ 2004ء)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

خلافت نمبر

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مئی 2022ء شوال 1443 ہجری قمری جلد نمبر 51 شمارہ 5

فہرست مضامین

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ خلیفہ منتخب ہوتا ہے یا اسے اللہ تعالیٰ بناتا ہے؟ ازمکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب	10
★ نظام خلافت کے استحکام کے چودہ (14) طریق ازمکرم پروفیسر عبدالسمیع خاں صاحب	17
★ خلافت کے سائے میں آنے والے غیر مبائعین صحابہ میں سے بعض کا تذکرہ ازمکرم پروفیسر مصباح بلوچ صاحب	18
★ عہدِ بیعت کی اصل روح ازمکرم ابولید صاحب	21
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات	23
★ اطاعتِ امام میں معروف کی شرط کا مطلب اور حکمت ازمکرم ڈاکٹر ایچ۔ ایم طارق صاحب	25
★ برکاتِ خلافت پروگرام کی چند جھلکیاں ازمکرم محمد اکرم یوسف صاحب	28
★ جلسہ مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان امارت کی چند جھلکیاں ازمکرم غلام احمد عابد صاحب	30
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	32

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادی اور عثمان شاہد

معاون مدیران

شفیق اللہ اور منیب احمد

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

غلام احمد عابد اور بعض دوسرے

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ، ماہم عزیز اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالد

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـًٔـا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝

(سورۃ النور 56:24)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان پیش گوئی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

عَنْ نُعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد ہشتم، حدیث 287 ومشکوۃ المصابیح۔ کتاب الرقاق، باب الانذار و التحذیر، حدیث 5378)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہو جائے گا تو پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں
اور
میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ ...

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 304-306)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ مارچ 2022ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍ مارچ 2022ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

☆ دنیا کے فکر انگیز حالات کے پیشِ نظر درود شریف کے ورد، استغفار کرنے اور بعض دعائیں کرنے کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4؍مارچ 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تاریخ طبری میں پہلے خلیفہ راشد کے انتخاب کے موقع پر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی کہ چونکہ مہاجرینِ قریش انصار کے زیرِ سایہ ہیں اس لیے اس معاملہ میں انصار کا یہ فیصلہ تسلیم کیا جائے کہ ایک امیر انصار میں سے اور ایک امیر مہاجرینِ قریش میں سے ہو جب کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم قریش امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے لیکن سنن کبریٰ للنسائی میں ہے کہ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں ہوسکتیں نیز انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کی تین خوبیوں کا حوالہ دیا کہ

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۃ التوبہ 40:9)

یعنی اور جب وہ دونوں غار میں تھے تو وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تو اس موقع پر غار میں کون دو اشخاص تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی کون تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کس کے ساتھ تھے؟ یہ کہہ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تو ساری قوم نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔ یہ بیعت سقیفہ اور بیعت خاصہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیعت کے دوسرے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! میں نے کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے لیکن میں نے اس کا ذکر کتاب اللہ میں کہیں نہیں پایا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی وصیت فرمائی تھی لیکن میں سمجھتا تھا کہ ہم پہلے فوت ہو جائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے آخری ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملات کو ایک ایسے آدمی کے ہاتھوں میں دے دیا ہے جو تم میں سب سے زیادہ بہتر ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ اور ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ کے مصداق ہیں۔ پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔ پس لوگوں نے بیعت سقیفہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت عام والے دن ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! یقیناً میں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن میں تم میں سے سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور کج روی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ اگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنے کے بارہ میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے یا دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز کی ادائیگی انہوں نے ترک کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے بھی تخلف کیا تھا مگر پھر خدا جانے ایک دفعہ کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے آ گئے اور پگڑی پیچھے منگوائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال آ گیا ہوگا کہ یہ تو بڑی معصیت ہے اسی واسطے اتنی جلدی کی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے ایک معمولی تاجر تھے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے آپؓ کو وہ مقام ملا کہ آج ساری دنیا ان کا ادب و احترام کے ساتھ نام لیتی ہے۔ آپؓ کے والد کو کسی نے جا کر خبر دی کہ مبارک ہو ابوبکر خلیفہ ہو گیا ہے۔ پہلے تو ان کو یقین نہ آیا لیکن جب ان کو یقین دلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ اکبر! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کیا شان ہے کہ ابوقحافہ کے بیٹے کو عربوں نے اپنا سردار مان لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتا۔ وہ اس سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ دے دیتا ہے جس قدر کوئی خدا کے لیے دیتا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں ایک معمولی

کوٹھا چھوڑا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے بدلے میں انہیں ایک سلطنت کا مالک بنا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک یمنی چادر کا جوڑا ہے لیکن اس کے سینے پر دو داغ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب سے متعلق فرمایا۔ یمنی جوڑے سے مراد یہ ہے کہ تمہیں اچھی اولاد ملے گی اور دو داغوں سے مراد دو سال کی امارت ہے یعنی تم دو سال مسلمانوں کے حاکم رہو گے۔

انتخابِ خلافت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذاتی مصارف کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم کا وظیفہ منظور کیا گیا لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو حکم دیا کہ جو وظیفہ میں نے بیت المال سے لیا ہے وہ سارے کا سارا واپس کر دیا جائے اور اس کی ادائیگی کے لیے میری فلاں فلاں زمین بیچ دی جائے۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور وہ رقم ان کے پاس پہنچی تو وہ رو پڑے اور کہا اے ابوبکر صدیق! تم نے اپنے جانشین پر بہت بھاری بوجھ ڈال دیا ہے۔

چاروں خلفائے راشدین میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوا دو سال کا مختصر دورِ خلافت ایک سنہری دور کہلانے کا مستحق تھا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے زیادہ خطرات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کی بدولت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمال شجاعت، جوانمردی اور فہم و فراست سے تھوڑے ہی عرصہ میں دہشت و خطرات کے سارے بادل چھٹ گئے اور سارے خوف امن میں تبدیل ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت موسیٰ کے پہلے خلیفہ حضرت یوشع بن نون کے ساتھ مشابہت دیتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آنے والے مسائل و مصائب اور فتوحات و کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ النور 24:56) کی آیت سے سلسلہ خلافتِ موسویہ اور سلسلہ خلافت محمدؐیہ میں مماثلت ثابت ہے۔ مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا مسیح خاتم الخلفاء یعنی محمدؐیہ سلسلہ خلافت کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔ خدا نے یشوع بن نون اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشابہت کو دونوں خلافتوں کے اول سلسلہ میں اور حضرت عیسیٰ بن مریم اور اس امت کے مسیح موعود کی مشابہت کو دونوں خلافتوں کے آخری سلسلہ میں اجلی بدیہیات کر کے دکھلا دیا۔ جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد یوشع بن نون کی باتوں کے شنوا ہو گئے تھے اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو قبول کر لیا۔

آیتِ استخلاف کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ خدا نے مومنوں کو جو نیکوکار ہیں وعدہ دے رکھا ہے کہ اسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا اور دین اسلام کو زمین پر جما دے گا اور اس کی جڑ لگا دے گا اور خوف کی حالت کو امن کی حالت کے ساتھ بدل دے گا۔ اس آیت میں صاف طور پر فرما دیا ہے کہ خوف کا زمانہ بھی آئے گا اور امن جاتا رہے گا مگر خدا اس خوف کے زمانہ کو پھر امن کے ساتھ بدل دے گا۔ سو یہی خوف یشوع بن نون کو بھی پیش آیا تھا اور جیسا کہ اس کو خدا کے کلام سے تسلی دی گئی ایسا ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خدا کے کلام سے تسلی دی گئی۔

حضورِ انور نے دنیا کے موجودہ خوفناک حالات کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگی ہیں۔ پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔ اِن دنوں میں درود بھی بہت پڑھیں استغفار بھی بہت کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ البقرۃ 2:202)

کی دعا کیا کریں تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے۔ (آمین!)

نماز جنازہ غائب

حضورِ انور نے آخر میں مکرم ابوالفرج الحسنی صاحب آف شام کی وفات پر ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے ان کی جماعتی خدمات کا بھی تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کا نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 11 / مارچ 2022ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

☆ دنیا کے فکر انگیز حالات، امتِ مسلمہ کو اس جنگ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اکائی حاصل کرنے کی تلقین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 / مارچ 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے بعد جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان میں سے پہلی مشکل جو بیان کی گئی تھی وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کا غم تھا۔ یہ پہلا نازک اور ہولناک مرحلہ تھا جب سارے صحابہ مارے غم کے دیوانے ہو رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو تلوار لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ اگر کسی نے کہا کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں تو میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو چکے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ خوش ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہوگا۔ باوجود اس بے انتہا محبت کے جو آپؓ کو حضور ﷺ سے تھی آپؓ نے توحید ہی کا درس دیا۔ کمال ہمت اور حکمت سے صحابہؓ کی ڈھارس بندھائی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ خیالات جو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے بارہ میں بعض صحابہ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) ایک عام جلسے میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر ان تمام خیالات کو دور کر دیا۔

دوسرا بڑا کام جو آپؓ نے انجام دیا وہ انتخابِ خلافت کے

وقت امتِ مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی لڑی میں پرونا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات سے جو دوسرا بڑا خدشہ پیدا ہوا وہ سقیفہ بنوساعدہ میں انصار کا اجتماع تھا۔ انصار کسی طور سے بھی مہاجرین میں سے خلیفہ تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ اس نازک موقعے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں وہ تاثیر پیدا کی کہ انتشار و اختلاف محبت و اتحاد میں بدل گیا۔

تیسرا بڑا معاملہ جسے آپؓ نے فوری سنبھالا وہ اسامہ کے لشکر کی روانگی کا معاملہ تھا۔ یہ لشکر شام کی سرحد پر رومیوں سے لڑائی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تیار کیا تھا۔ اس لشکر کی قیادت حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرماتے ہوئے حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفصیلی ہدایات بھی دی تھیں۔ اسی طرح آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک جھنڈا بھی باندھا تھا۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سمیت اکابر صحابہؓ شامل تھے۔ جب کچھ لوگوں نے اس طور سے باتیں کیں کہ یہ لڑکا اکابر مہاجرین صحابہ پر امیر بنایا جا رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضور ﷺ اپنی آخری بیماری میں مبتلا تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی وفات پر یہ لشکر جرف یا ذی خشب مقام سے واپس مدینہ آ گیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی گئی تو آپؓ نے حکم دیا کہ اسامہ کی مہم پایۂ تکمیل کو پہنچے گی۔ اسامہ کے لشکر میں سے کوئی شخص مدینے میں باقی نہ رہے۔ اس لشکر کی تعداد تین ہزار بیان کی جاتی ہے اور ایک دوسری روایت میں سات سو کی تعداد کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضور ﷺ کی وفات پر جہاں عرب قبائل میں فتنہ ارتداد پھیل رہا تھا وہیں یہود و نصاریٰ بھی اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے تھے۔ ان حالات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لشکر کی روانگی روک لینے کا مشورہ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر مجھے یقین ہو کہ درندے مجھے نوچ کھائیں گے تو بھی میں اسامہ کے لشکر کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے جاری فیصلے کو نافذ کر کے رہوں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکرِ اسامہ کی روانگی کے پس منظر میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد ابوقحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو رسول کریم ﷺ نے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا اسے روک لے؟ خدا کی قسم! اگر دشمن کی فوجیں مدینہ میں گھس آئیں اور کتے مسلمان عورتوں کی لاشیں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا یہ جرأت اور دلیری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ خدا نے فرمایا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (سورۃ الفتح 48:30)۔ جس طرح بجلی کے ساتھ معمولی تار بھی مل جائے تو اس میں عظیم الشان طاقت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے تعلق کے نتیجے میں آپؐ کے ماننے والے بھی اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کے مصداق بن گئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیش اسامہ کی روانگی کی بابت سر الخلافۃ میں فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور یہ خبر مکہ اور وہاں کے گورنر عتاب بن اسید کو پہنچی تو عتاب چھپ گیا اور مکہ لرز اٹھا۔ قریب تھا کہ اس کے باشندے مرتد ہو جاتے۔

ایسے حالات میں لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر اسامہ کی روانگی سے روک لیں یا اگر لشکر روانہ کریں تو اسامہ سے بڑی عمر کے کسی شخص کو امیر مقرر فرمائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہی تو آپؓ نے عمر کی داڑھی کو پکڑا اور کہا کہ اے ابنِ خطاب! تیری ماں تجھے کھوئے رسول اللہ ﷺ نے اسے امیر مقرر کیا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اسے امارت سے ہٹا دوں۔

اس لشکر کی روانگی کا منظر بھی بہت حیرت انگیز تھا۔ اس وقت حضرت اسامہ سوار تھے جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے کاموں میں معاونت کے لیے چھوڑ دیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسامہ کی روانگی کے وقت خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں: تم خیانت نہ کرنا، مالِ غنیمت سے چوری نہ کرنا، بدعہدی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، کسی چھوٹے بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی بکری، گائے اور اونٹ کو کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا، گرجوں کے لیے وقف راہبوں کو چھوڑ دینا، اگر کوئی تمہیں کچھ کھانے کے لیے پیش کرے تو بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا۔ ایسے لوگ جو درمیان سے اپنے بال صاف کیے ہوں اور چاروں طرف پٹیوں کے رنگ میں بال ہوں انہیں مت چھوڑنا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اُکسانے والے اور جنگ میں شریک ہونے والے لوگ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو تمہیں کرنے کا حکم دیا تھا وہ سب ضرور کرنا۔ یہ لشکر ربیع الاوّل کے آخر میں روانہ ہوا اور بیس راتوں کے سفر کے بعد اہلِ ابنی پر اچانک حملہ کر کے ان سے گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے میں کامیاب رہا۔ بہت سا مالِ غنیمت حاصل کر کے جب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس مدینے پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین اور اہلِ مدینہ کے ساتھ ان سے ملنے کے لیے باہر نکلے۔

لشکرِ اسامہ کی روانگی کے بہت سے دُور رس اثرات ظاہر ہوئے۔ تمام لوگوں نے جان لیا کہ خلیفہ کا فیصلہ کتنا بروقت اور مفید تھا۔ قبائلِ عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ عرب کی سرحدوں پر نظریں لگائے غیر ملکیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔

مشہور برطانوی مستشرق سر تھامس واکر آرنلڈ لکھتا ہے کہ یہ ان شان دار مہمات میں سے پہلی مہم تھی جس کے ذریعے مسلمان شام، ایران اور شمالی افریقہ پر قابض ہوئے اور قدیم فارسی سلطنت کو ختم کیا اور رومی سلطنت کے پنجے سے اس کے بہترین صوبوں کو آزاد کرا لیا۔

ایک چیلنج جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آیا وہ مانعین اور منکرینِ زکوٰۃ کا فتنہ تھا۔ ارتداد کی مختلف شکلوں میں ایک شکل یہ تھی کہ لوگ اسلام پر تو قائم رہے لیکن زکوٰۃ کی فرضیت اور اسے خلیفہ کو دینے کے وجوب سے انکار کیا۔ کبار صحابہؓ سے مشورے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واللہ! اگر منکرینِ زکوٰۃ ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے جسے وہ حضور ﷺ کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔

منکرینِ زکوٰۃ کے رویے، ان کے ساتھ جنگ اور اس کے نتائج کا ذکر آئندہ بیان کرنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج پھر میں دنیا کے موجودہ حالات کے متعلق دعا کا کہنا چاہتا ہوں۔ خدا دونوں طرف کی حکومتوں کو عقل دے اور یہ لوگ انسانیت کا خون کرنے سے باز آجائیں۔ مسلمانوں کو بھی اس جنگ سے سبق سیکھنا چاہئے کہ کس طرح یہ لوگ ایک ہو گئے ہیں۔ کم از کم مسلمان یہ اکائی کا ہی سبق ان سے سیکھ لیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں پر بھی رحم کرے اور یہ لوگ زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں۔

نماز جنازہ غائب

خطبہ کے آخر میں حضورِانور نے محترمہ سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی صاحبہ اہلیہ ظفر اقبال ہاشمی صاحب لاہور کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

مرحومہ جماعتی خدمات بجالانے والی، صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، مہمان نواز، بڑی صابرہ شاکرہ خاتون تھیں۔

پسماندگان میں خاوند کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ مرحومہ کے ایک بیٹے محمود اقبال ہاشمی صاحب کیمپ جیل لاہور میں اسیرِ راہِ مولیٰ ہیں۔ محمود اقبال ہاشمی صاحب اور ان کے تین ساتھیوں کے خلاف جون 2019ء میں مقدمہ درج ہوا تھا۔ ان کی ضمانت بھی ہو گئی تھی لیکن پھر اگست 2021ء میں ضمانت مسترد ہونے پر دوبارہ گرفتار کرلیا گیا تھا۔ حضورِانور نے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مارچ 2022ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کا سدباب کیا

☆ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ احمدیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ کتنی ضروری ہے اور اس کا باقاعدہ اہتمام کرنا چاہئے۔

☆ دنیا کے حالات کے لیے دعائیں کرتے رہیں ان میں کمی نہ کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 / مارچ 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی کے ذکر میں مانعین زکوٰۃ کے بارے میں تاریخ طبری میں بیان ہوا ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے طلیحہ بن خویلد کے ہاتھ پر اکٹھے ہونے والے اسد، غطفان اور طے قبائل جب کہ فزارہ، ثعلبہ بن سعد، مرہ، عبس، بنو کنانہ، ذوالقصہ، لیث، دیل اور مدلج قبائل کے وفود مدینہ آئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر عمائدین مدینہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ پھر وہ ان کا ایک وفد بنا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس شرط پر لے کر گئے کہ وہ نماز پڑھتے رہیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ ان وفود نے جب آپؓ کا عزم دیکھا تو مدینہ سے واپس ہو گئے۔

ایک سیرت نگار لکھتے ہیں کہ مدینہ سے جاتے وقت دو باتیں ان وفود کے ذہن میں تھیں۔ نمبر ایک یہ کہ منع زکوٰۃ کے سلسلہ میں خلیفہ کی اپنی رائے اور عزم سے پیچھے ہٹنے کی کوئی امید نہیں۔ نمبر دو۔ ان کا زعم تھا کہ مسلمانوں کی کمزوری اور قلت تعداد کو غنیمت جانتے ہوئے مدینہ پر ایسا زوردار حملہ کیا جائے جس سے اسلامی حکومت گر جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غافل نہ تھے۔ انہوں نے مدینہ کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کر دیئے۔ صرف تین راتیں گزری تھیں کہ منکرین زکوٰۃ نے رات ہوتے ہی مدینہ پر حملہ کر دیا لیکن مسلمانوں نے دشمن کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ مدینہ سے چالیس میل کے فاصلے پر ذوالقصہ مقام پر موجود حملہ آوروں کے ساتھی ان کی مدد کو آئے۔ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے۔ رات کے پچھلے پہر شدید لڑائی ہوئی اور صبح ہونے سے پہلے ہی منکرین زکوٰۃ نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی۔ یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی۔ ایک مصنف اس جنگ کو غزوہ بدر سے مشابہت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس موقع پر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایمان و یقین اور عزم و ثبات کا جو مظاہرہ کیا اس سے مسلمانوں کے دل میں عہدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی یاد تازہ ہو گئی۔ جس طرح جنگ بدر دوررس نتائج کی حامل تھی اسی طرح اس جنگ میں بھی مسلمانوں کی فتح نے اسلام کے مستقبل پر گہرا اثر ڈالا۔

بنو ذبیان، بنو عبس اور دیگر قبائل نے اس شکست کی وجہ سے غیض وغضب میں آکر اپنے ہاں موجود مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کو نہایت بے دردی سے طرح طرح کے عذاب دے کر شہید کر ڈالا۔ ان مظالم کی اطلاع پر حضرت ابوبکر نے قسم کھائی کہ ہر قبیلے میں سے مسلمانوں کے قاتلوں کو بدلہ میں قتل کریں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں منکرین زکوٰۃ کے حملوں کا سدباب ہوتے ہی دیگر متذبذب قبائل یکے بعد دیگرے اپنی زکوٰۃ لے کر مدینہ کی طرف آنے لگے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ اس زمانے میں اس قدر صدقات مدینہ میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقویٰ کے مدارج بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ کتنی ضروری ہے اور اس کا باقاعدہ اہتمام کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد اس کا حکم دیا ہے۔ منصب خلافت کے ضمن میں ایک جگہ آپؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب زکوٰۃ کے متعلق اعتراض ہوا کہ یہ حکم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا۔ جسے لینے کا حکم ہوا تھا وہ فوت ہو گیا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے مگر شریعت تو قائم ہے اور اب خلیفہ مخاطب ہے۔ پس اسی کا ہم آہنگ ہو کر میں کہتا ہوں کہ آج میں مخاطب ہوں اور یہی اصول ہمیشہ خلافت کے ساتھ رہے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تاریخوں میں آتا ہے کہ صرف تین جگہیں ایسی رہ گئی تھیں جہاں مسجدوں میں باجماعت نماز ہوتی تھی۔ ملک کے اکثر لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور وہ کہتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا کیا حق ہے کہ وہ ہم سے زکوٰۃ مانگے۔ زکوٰۃ کے مسئلہ کے اختلاف کی وجہ سے عرب کے ہزاروں لوگ مرتد ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع پہنچی کہ مسیلمہ ایک لاکھ کی فوج لے کر حملہ آور ہو رہا ہے اس وقت بعض صحابہؓ نے حضرت ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا کہ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ آپؓ زکوٰۃ کا مطالبہ نہ کریں اور ان لوگوں سے صلح کر لیں لیکن حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تک میں ان لوگوں کو زکوٰۃ دینے پر قائل نہ کرلوں گا ان سے کبھی صلح نہ کروں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پس حقیقی ایمان کی یہی علامت ہوا کرتی ہے اور یہی ایمان اگر ہم میں ہوگا تو ہم دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچاسکیں گے اور ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اصل حقیقت یہی ہے کہ جس طرح نماز روزہ کے احکام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ختم نہیں ہوگئے اسی طرح قومی یا ملکی نظام سے تعلق رکھنے والے احکام بھی آپؐ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گئے اور نماز باجماعت کی طرح اِن احکام کے متعلق بھی ضروری ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں میں آپؐ کے نائبین کے ذریعہ ان پر عمل ہوتا رہے۔

پھر ایک موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یکدم تمام عرب مرتد ہو گیا صرف مکہ، مدینہ اور ایک چھوٹا سا قصبہ رہ گئے۔ باقی تمام مقامات کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور وہ لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ بعض جگہ تو ان کے پاس ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر اِدھر صرف دس ہزار کا ایک لشکر تھا جسے اپنی وفات کے قریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں رومی علاقہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔ باقی لوگ جو رہ گئے تھے وہ کمزور، بڈھے اور گنتی کے چند نوجوان تھے۔ یہ حالات دیکھ کر اکابر صحابہ کے ایک وفد نے حضرت ابوبکر کی خدمت میں عرض کیا کہ بغاوت فرو ہونے تک اس لشکر کو روک لیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوقحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اسے روک لے۔ آپؓ نے کہا میں اِس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا۔ اگر تم دشمن کی فوجوں سے ڈرتے ہو تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو۔ میں اکیلا تمام دشمن کا مقابلہ کروں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا (سورۃ النور 56:24) کی صداقت کا بڑا ثبوت ہے۔ یعنی وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ یعنی خلافت پر قائم ہونے والے یا خلافت کے ساتھ رہنے والے۔ اور یہ وہ حالت ہے جو خلافت کے نظام کے ساتھ جاری ہے اور جاری رہے گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کے زبردست نتائج پیدا ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہؓ کی مرضی کے خلاف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو روانہ کر دیا جو چالیس دن بعد فاتحانہ شان سے مدینہ واپس آیا اور خدا کی نصرت اور فتح کو نازل ہوتے سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھوٹے مدعیان کے فتنہ کو کچل کر رکھ دیا اور یہ فتنہ بالکل ملیامیٹ ہوگیا۔ بعدازاں یہی حال مرتدین کا ہوا۔ پھر اختلاف کرنے والے صحابہ کو جو کہتے تھے کہ توحید اور رسالت کا اقرار کرنے والے منکرین زکوٰۃ پر کس طرح سے تلوار اٹھائی جا سکتی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت جرأت سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ اگر آج زکوٰۃ نہ دینے کی اجازت دے دی تو آہستہ آہستہ لوگ نماز روزے کو بھی چھوڑ بیٹھیں گے اور اسلام محض نام کا رہ جائے گا۔ الغرض ایسے حالات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کا مقابلہ کیا اور انجام یہی تھا کہ اس میدان میں بھی آپؓ کو فتح اور نصرت حاصل ہوئی اور تمام بگڑے ہوئے لوگ راہِ حق کی طرف لوٹ آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ابھی یہ سلسلہ چل رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ ذکر کروں گا۔

دعاؤں کی تحریک

حضور انور نے بعدازاں ایک دعا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ البقرۃ 202:2) کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل دنیا کے حالات کے لیے دعائیں کرتے رہیں ان میں کمی نہ کریں۔ خاص طور پر یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے۔ یہی ایک حل ہے دنیا کو تباہی سے بچانے کا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری دعائیں بھی قبول فرمائے۔

مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

حضور انور نے آخر میں مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ و مبلغ انچارج کینیڈا کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے ان کی جماعتی خدمات کا بھی تفصیلی تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کا نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مارچ 2022ء

☆ یوم مسیح موعود کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سیرت مبارکہ کی بابت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا دلنشین تذکرہ

☆ جماعت پر ابتلا آئے لیکن خدا نے ان سب فتنوں کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیے اور وہ فتنے بجائے جماعت کو تباہ کرنے کے اس کی ترقی اور عزت کا موجب بن گئے

☆ کردی زبان میں جماعت کی پہلی ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان

☆ دنیا کے حالات کے بارے میں دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے اور انسانوں کو عقل دے اور یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والے ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25؍ مارچ 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو دن پہلے 23؍ مارچ کا دن تھا۔ یہ دن جماعت میں یوم مسیح موعود کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی بیعت لی تھی۔ اس دن جلسے بھی منعقد کیے جاتے ہیں جن میں آپؑ کے دعوے، آپؑ کی آمد کی ضرورت، پیشگوئیاں اور آپؑ کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کیے جاتے ہیں۔

زمانے کے لحاظ سے اپنی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے اور اپنے دین یعنی دینِ اسلام اور حضرت نبی کریم ﷺ کی تائید میں غیرت دکھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ اس کا وعدہ نہ ہوتا تو یقیناً سمجھو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ

ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

آپ نے اپنے دعوے کے بعد بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے ساتھ ہے۔ اس وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ بعض باتیں بیان کروں گا جو آپؓ نے براہِ راست دیکھی یا سنی ہیں۔ یہ واقعات جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی بیان کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنی اصلاح اور ایمان میں مضبوطی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔

انبیاء کے مخالفین کا ہمیشہ یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ انبیاء کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ جو بھی علم و عرفان کی باتیں یہ بیان کرتے ہیں کوئی دوسرا انہیں سکھاتا ہے۔ حتی کہ آنحضرت ﷺ پر بھی قرآن کریم کے بارے میں نعوذ باللہ یہ اعتراض کیا گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مخالف اخبارات یہ بھی لکھتے رہتے ہیں کہ کوئی مولوی چراغ علی صاحب حیدرآبادی تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ مضامین لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ جو آپ براہین احمدیہ میں شائع کر دیتے تھے۔ یہ سمجھ نہیں آتا کہ مولوی چراغ علی صاحب کو کیا ہو گیا کہ جو اچھا نکتہ سوجھتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھ کر بھیج دیتے اور ادھر ادھر کی معمولی باتیں اپنے پاس رکھتے۔ اوّل تو انہیں ضرورت ہی کیا تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مضمون لکھ لکھ کر بھیجتے اور اگر بھیجتے تو عمدہ چیز اپنے پاس رکھتے اور معمولی چیز دوسرے کو دے دیتے۔

مخالفین کے شور اور مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا اس وقت آپؑ اور آپؑ کے ماننے والوں کی حالت بظاہر بہت کمزور تھی، طرح طرح سے مولوی لوگوں کو جوش دلاتے تھے۔

پھر مخالفت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ردِّعمل کیا ہوتا اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دفعہ سنا ہے کہ لوگ گالیاں دیتے ہیں تب بھی برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پنجابی کی ایک ضرب المثل بیان کرتے تھے کہ اونٹ اڑاندے ای لدے جاندے نے یعنی اونٹ گو چیختا رہتا ہے مگر مالک اس پر ہاتھ پھیر کے اسباب لاد ہی دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نصیحت فرمائی کہ لوگ خواہ کچھ کہیں تم نرمی اور محبت سے پیش آتے رہو۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا تو آپؑ کے ماننے والے صرف چند آدمی تھے، آتھم کے ساتھ آپؑ کا مقابلہ ہوا تو لوگوں پر ایک ابتلا آیا۔ لیکھرام سے مقابلہ ہوا تو ہندوؤں میں آپؑ کے خلاف ایک جوش پیدا ہو گیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتووں اور ڈاکٹر عبدالحکیم کے ارتداد کے وقت جماعت پر ابتلا آئے۔ لیکن خدا نے ان سب فتنوں کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیے اور وہ فتنے بجائے جماعت کو تباہ کرنے کے اس کی ترقی اور عزت کا موجب بن گئے۔

مخالفت کے متعلق ایک اور تقریر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کوئی شخص مخالفت کی باتیں سنتا ہے تو وہ پھر کر دیتا ہے کہ اچھا یہ ایسے گندے لوگ ہیں ذرا میں بھی تو جا کے دیکھوں۔ جب وہ دیکھتا ہے تو حیران ہو جاتا ہے کہ جو باتیں مجھے بتائی گئی تھیں وہ تو بالکل اور تھیں اور جو یہ باتیں کہتے ہیں وہ بالکل اور ہیں تو وہ ہدایت کو تسلیم کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ رام پور سے ایک صاحب آئے اور انہوں نے بتایا کہ مجھے آپؑ کی بیعت کی تحریک مولوی ثناء اللہ صاحب نے کی ہے۔ میں نے ان کی کتابوں میں آپؑ کی مخالفت پڑھی اور حوالے دیکھنے کے لیے آپؑ کی کتابیں دیکھیں تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان جو آپؑ بیان کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے دلوں میں ہے ہی نہیں۔

انبیاء سختی کیوں کرتے ہیں؟ اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کی سختی اپنی ذات کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقام کو قائم کرنے کے لیے سختی اور غیرت دکھاتے ہیں۔ اپنی ذات کے لیے تو بالکل عاجزی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ لاہور کی ایک گلی میں کسی نے آپؑ کو دھکا دیا اور آپؑ گر گئے۔ حضور کے ساتھی جوش میں آ گئے اور قریب تھا کہ اس شخص کو مارتے لیکن آپؑ نے فرمایا: اس نے اپنے جوش میں سچائی کی حمایت میں ایسا کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں تمام عزت خدا نے ہمارے سے وابستہ کر دی ہے۔ اب عزت پانے والے یا ہمارے مرید ہوں گے یا ہمارے مخالف۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو دیکھ لو وہ کوئی بڑے مولوی نہیں ان جیسے ہزاروں مولوی پنجاب اور ہندوستان میں پائے جاتے ہیں، ان کو اگر کوئی اعزاز حاصل ہے تو ہماری مخالفت کی وجہ سے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج بھی ہم یہی دیکھتے ہیں کہ اگر مولویوں کی روٹی چل رہی ہے یا کرسی ملی ہوئی ہے تو احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے۔ اب تو سیاست دان بھی احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے اپنی سیاست چمکانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سازشیں بھی ہوئیں، قتل کے مقدمات تک دائر کیے گئے۔ اقدامِ قتل کے مقدمے میں مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف عدالت میں گواہی دینے آیا۔ عدالت میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو بڑی سبکی اٹھانی پڑی۔ عیسائیوں کے ساتھ حضور کا ایک مباحثہ ہوا جو جنگِ مقدس کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں عیسائیوں نے لولے، لنگڑے، اندھے اور بہرے بہت سے افراد اچانک پیش کر دیئے اور کہا کہ حضرت مسیح ناصری تو انہیں شفا دیا کرتے تھے۔ آپؑ ان کے مثیل ہونے کے دعویدار ہیں تو آپؑ بھی انہیں ٹھیک کیجیے۔ حضور نے بنا کسی گھبراہٹ یا بےچینی کے فرمایا کہ اسلامی تعلیم کے مطابق وہ اس قسم کے اندھے بہروں کو ٹھیک نہیں کیا کرتے تھے، میں وہ معجزے دکھا سکتا ہوں جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دکھائے۔ باقی رہے اس قسم کے معجزے سو آپ کی کتاب نے بتا دیا ہے کہ ہر وہ عیسائی جس میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو وہ ویسے ہی معجزے دکھا سکتا ہے جیسے حضرت مسیح ناصری نے دکھائے۔ اب یہ اندھے بہرے لنگڑے لولے موجود ہیں اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان موجود ہے تو انہیں اچھا کیجیے۔

ایک شخص حضور کے پاس آیا اور خود کو آپؑ کا بڑا مداح ظاہر کیا اور مولویوں سے مختلف عقائد منوانے کے لیے اپنی دانست میں مختلف مشورے دینے لگا حضور نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا کہ اگر میرا دعویٰ انسانی چال ہوتا تو میں بیشک ایسا ہی کرتا مگر یہ خدا کے حکم سے تھا۔ خدا نے جس طرح سمجھایا میں نے اسی طرح کیا۔

گجرات کا ایک مخالف مولوی لوگوں کو کہا کرتا کہ جب تک چاند اور سورج گرہن کا نشان پورا نہ ہو ان کے دعوے کو ہرگز سچا نہ سمجھنا۔ جب یہ نشان پورا ہوا تو وہ مولوی اپنے مکان کی چھت پر ٹہلتا ہوا یہی کہتا جا رہا تھا کہ ہن لوگ گمراہ ہوں گے۔ ہن لوگ گمراہ ہوں گے۔

حضورِ انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے شاملِ حال تائید و نصرت کے بعض دیگر ایمان افروز واقعات بیان کرنے کے بعد حضور کا ایک اقتباس پیش فرمایا۔

(باقی صفحہ 20)

خلیفہ منتخب ہوتا ہے یا اسے اللہ تعالیٰ بناتا ہے؟

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر و مدیر اعلیٰ احمدیہ گزٹ کینیڈا

کہا جاتا ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انسانوں کے چناؤ سے ایک شخص منتخب ہو اور اسے خدا تعالیٰ کا انتخاب قرار دے دیا جائے؟ جسے اللہ تعالیٰ قائم فرماتا ہے اسے انسان تو منتخب نہیں کرتے؟ روحانی منصب تو اللہ تعالیٰ براہِ راست عطا فرماتا ہے۔

یہ جو بات کی جاتی ہے کہ روحانی منصب پر اللہ تعالیٰ براہِ راست کسی کو مأمور فرماتا ہے، یہ بظاہر اور عموماً خلافتِ راشدہ کے ساتھ نہیں ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمائے ہیں اور آپؐ کے بعد اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کی طرز کیا تھی؟ وہ کس طرح قائم ہوئی اور اس کا قیام کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوا؟

قبل اس کے کہ ہم اس کے تفصیلی مطالعہ کی طرف جائیں۔ ایک الٰہی سنّت جو اللہ تعالیٰ مادّی دنیا کے مناظر میں پیش فرماتا ہے، اگر اسے زیرِ غور لائیں اور اس الٰہی سنّت یا الٰہی تقدیر کے عمل کو سمجھ لیا جائے تو خلافت کے الٰہی نظامِ قیام کی بھی سمجھ آجاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ۔“ (سورۃ الشّوریٰ 42:50) کہ وہ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے۔

اس کی یہ عطا قابلِ غور ہے کہ وہ کس طرح اولاد عطا کرتا ہے؟ حالانکہ یہ مادی عطائیں ہیں جو انسان کے اعمال کا نتیجہ ہیں مگر عطا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح جتا کر پوچھتا ہے: اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ۔ (سورۃ الواقعہ 56: 65) اس کو تو دیکھو جو تم کھیتی باڑی کرتے ہو۔ کیا یہ تم بوتے ہو یا ہم بونے والے ہیں۔ چنانچہ مادی زندگی اور مادی چیزوں کی یہ مثالیں جب اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے اور ان کو صرف اپنی طرف ہی منسوب کرتا ہے تو کیا روحانی زندگی کے معاملات، قوانین اور رونما ہونے والے واقعات میں اسی سنّتِ الٰہیہ کا کوئی دخل نہیں ہے؟ جو شخص یہ سوال کرتا ہے کہ انسانوں کا منتخب شدہ شخص اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کس طرح ہوسکتا ہے، کیا اس کے پاس اپنے اس سوال کے پیش نظر مذکورہ بالا مادی اور دنیوی مثالوں کی تکذیب کا بھی کوئی جواز موجود ہے؟

اسی تسلسل میں روحانی نظام کی مثال بھی ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر میں جب مٹھی بھر کنکریاں دشمن پر پھینکی تھیں۔ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی “ (سورۃ الانفال 8: 18) کہ وہ کنکریاں تو نے نہیں، ہم نے ماری تھیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پھینکی ہوئی کنکریاں اللہ تعالیٰ نے کس طرح پھینک دیں؟ اسی طرح بیعت کے وقت بیعت کنندگان کے ہاتھ پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے ”یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ “ (سورۃ الفتح 48:11) اور پھر وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ ”مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ“ (سورۃ النساء 4 :81) کہ جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا۔ یہ سب کچھ کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوجاتا ہے۔ یہ سب حقیقتیں سمجھ لی جائیں تو یہ بھی سمجھ آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے انتخاب کو کس طرح اپنا انتخاب قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ ”لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ “ ہم ہی انہیں خلیفہ بنائیں گے۔

الغرض یہاں یہ پہلو مدّ نظر رکھنا ضروری ہے کہ بچوں کی پیدائش کا معاملہ ہو یا کھیتی اگانے کا، ان کے لئے صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ایک بانجھ مرد یا عورت بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور سیم زدہ یا بنجر زمین کھیتی اگانے کی صلاحیت نہیں رکھتی اسی طرح نبوّت کے ذریعہ قائم شدہ جماعت جو ایمان اور عملِ صالح کی صلاحیت والی نہیں ہوتی، اس میں اللہ تعالیٰ کی خلافت کا قیام بھی ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے منکروں میں اس کا قیام ناممکن ہے۔ قرآن کریم میں یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صلاحیّت والے مومنوں میں خلافت قائم کرتا ہے۔

تجزیاتی منظر

اللہ تعالیٰ جب ”لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ “ فرماتا ہے تو یہ اس کا وعدہ ہے کہ خلافت وہ خود خلافت قائم کرے گا۔ یعنی خلیفہ بنانا اس کا کام ہے، کسی دوسرے ذریعہ سے اس کا قیام ممکن نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ خلافت وہ خود قائم کرے گا یا وہ خود خلیفہ مقرر فرمائے گا تو اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ کس طرح خلیفہ بناتا ہے یا خلافت کا قیام کس طرح خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے؟ اور وہ کونسے عوامل یا وجوہات ہیں جن کی بناء پر ہم اس عقیدہ پر قائم ہوتے ہیں کہ واقعۃً خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو دیکھتے ہیں تو اس کے حسبِ ذیل رُخ ہمارے سامنے آتے ہیں کہ

1: بحیثیتِ بشر خلیفہ ایک انسان ہوتا ہے اور ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے ہی بنایا ہے۔ کائنات اور دنیا کی تمام مخلوقات، مثلاً انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات، جمادات، مٹی، پانی، آگ، ہوا، سورج، چاند، ستارے وغیرہ وغیرہ کی طرح انسان بھی خدا تعالیٰ ہی کی تخلیق ہے۔ لہٰذا خلیفہ بھی ایک انسان ہے جسے خدا تعالیٰ نے عام انسانوں کی طرح بنایا ہے۔ یعنی جسمانی اور بشری تخلیق کے اعتبار سے دیگر انسانوں میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر یہ سب کچھ ایسا ہے تو پھر ہم امتیازی طریق پر یہ کیوں کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

2: پھر یہ رخ سامنے آتا ہے کہ خلافت ایک منصب ہے۔ اس پہلو سے جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسانوں کے مختلف منصب بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآنِ کریم میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ”یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا “ (سورۃ المائدہ 5:21) کہ اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ اور ”تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ “ (سورۃ آل عمران 3:27) کہ اللہ جسے چاہتا ہے، فرمانروائی عطا کرتا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ بادشاہت بھی خدا تعالیٰ ہی

کی عطا ہے۔اسی طرح ہر قسم کی صفات بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہیں۔وہی کسی کو انتظامی صلاحیّت اور اختیارات ودیعت کر کے اسے دوسروں کا انتظام وانصرام عطا کرتا ہے۔عام انسان خدا تعالیٰ کی عطا کردہ صفات کے مدّ نظر اپنے ہر منصب کو محض خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا قرار دے کر اس کے فضلوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے۔مثلاً ایک سائنسدان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سائنسدان بنا ہے۔کوئی ڈاکٹر ہو یا افسر، وہ یہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ مقام عطا کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔یعنی انسان کو ہر خوبی، توفیق اور منصب خدا تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے اور ان صفات کی بناء پر اسے کوئی منصب نصیب ہوتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہوتا ہے۔وہ کسی کو بادشاہ بنا کر فرمانراوئی عطا کرتا ہے تو کسی کو وزیر بنا دیتا ہے۔کسی کو اموال میں کثرت عطا کر کے اسے دوسروں پر فضیلت بخشتا ہے تو کسی کو تجارتوں، جائیدادوں اور جاگیروں کا مالک بنا کر اسے معاشرہ میں مالی لحاظ سے بلند مقام نصیب فرماتا ہے۔قرآنِ کریم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ہر نعمت اور فضیلت جو انسان کو عطا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔اگر اسی طرح خلافت کا قیام خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس زاویہ سے بھی اس کی انسانوں کے دیگر منصبوں، فضیلتوں اور عطاؤں پر بظاہر کوئی امتیازی حیثیّت معلوم نہیں ہوتی۔اگر ایسا ہے تو پھر ہم خاص طور پر یہ کیوں کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

3: تیسری صورت یہ ہے کہ اگر خلافت کو ایک صفت قرار دیا جائے۔اس صورت میں بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ تمام انسانوں کو ہر قسم کی صفات کی عطا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب ہوتی ہے۔ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی خاص صفت یا وصف سے نوازا ہوتا ہے۔دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر صفات کا حامل انسان پایا جاتا ہے۔اگر عملاً ایسا ہے تو پھر ہم خاص طور پر خلیفہ کے لئے یہ کیوں کہتے ہیں کہ اسے خدا تعالیٰ نے بنایا ہے یا قائم کیا ہے؟

یہ تین پہلو ہیں جو اس مسئلہ پر تجزیاتی بحث کے متقاضی ہیں۔ان کے صحیح اور درست منظر کھل جائیں تو اس اعتقاد، عقیدہ اور ایمان پر تسلّی ہوتی ہے کہ خلافت کو اللہ تعالیٰ ہی قائم فرماتا ہے اور خلیفہ بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں بنا سکتا۔

☆ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو اس پہلو سے خلیفہ بحیثیتِ بشر ''اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''(سورۃ الکہف 111:18) ہی کا مصداق ہے۔یعنی وہ تخلیق کے لحاظ سے عام انسانوں میں سے ایک انسان ہی ہوتا ہے۔اور بشریت کے لحاظ سے دیگر انسانوں سے کوئی الگ یا ما فوق البشری حیثیت نہیں رکھتا۔مگر ایک پہلو سے وہ لازماً ممتاز ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور تائید ونصرت کے ساتھ دیگر برکاتِ الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے۔اس کا یہ امتیاز نبوّت کی نیابت کی وجہ سے ہوتا ہے۔لہٰذا خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔

☆ دوسرے پہلو کا جواب یہ ہے کہ دیگر سب منصب اور فضیلتیں ایسی ہیں جن کو ختم کرنے کا اختیار خود اس شخص کو بھی ہوتا ہے جو اس کا حامل ہے یا پھر دوسرے بھی اس سے وہ منصب یا فضیلت واپس لینے کا اختیار رکھتے ہیں۔مادی دنیا کے منصبوں میں ایسا ہوتا ہے۔مگر روحانی دنیا میں جب ہم خلافت کو ایک منصب قرار دے کر کہتے ہیں کہ یہ منصب خدا تعالیٰ نبوّت کے ظلّ میں اور اس کی نیابت میں اسے عطا کرتا ہے تو اس وجہ سے کوئی دوسرا اس سے یہ منصب واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتا۔نہ ہی وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ راشد بنایا ہو خود اس عطا کو واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔یہ ایسا اصول ہے جس کو انتہائی واضح رنگ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امّت کے سامنے ایک قانون اور اصول کے طور پر پیش فرمایا ہے۔چنانچہ آپؓ نے منافقین کی طرف سے معزولی کے گمراہ کُن مطالبہ کو انتہائی استقلال سے ردّ کیا اور فرمایا:

''مَا كُنْتُ لِاَخْلَعَ سِرْبَالًا سِرْبَلَنِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى ''
(تاریخ الطبری ذکر الخبر عن قتل عثمانؓ ۔35 ھجری)

کہ میں وہ لباس کس طرح اتار سکتا ہوں جو خود اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے۔اسی طرح دورِ آخرین میں حضرت حکیم نورالدّین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بڑی تحدی کے ساتھ اسی مذکورہ بالا سچائی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

''مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے۔...خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔خدا تعالیٰ نے معزول کرنا ہوگا تو مجھے موت دے گا۔تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کر دو تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔'' (الحکم۔21/جنوری1914ء)

پس خلافتِ راشدہ کی یہ ایک ایسی امتیازی خصوصیّت ہے جو اس منصب کو دیگر تمام منصبوں اور فضیلتوں سے اس وجہ سے ممتاز کرتی ہے کہ کوئی اس سے یہ عطا واپس نہیں لے سکتا۔یہ ایک بنیاد ہے جس کی وجہ سے خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔

☆ جہاں تک تیسرے پہلو کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صفت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلیفہ کے اندر اپنی خاص عطا سے وہ صفات رکھ دیتا ہے جن کی نشاندہی اس نے بنیادی طور پر آیتِ استخلاف میں کی ہے۔مثلاً وہ حصارِ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی سند ہے۔وہ تمکنتِ دین اور استحکامِ اسلام کا ذریعہ ہے۔وہ امن کی ضمانت ہے۔وہ عبادت کے قیام اور شرک سے بچاؤ کی سبیل ہے۔اطاعتِ رسولؐ، قیامِ صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ اور رحمتِ خداوندی کا امین ہے۔وہ باطل کے مقابلہ پر سپر ہے۔وغیرہ، وہ علامات ہیں جو آیتِ استخلاف اور اس سے منسلک آیات سے مأخوذ ہیں۔علاوہ ازیں اس کی دیگر صفات جو مختلف مأخذوں سے معلوم ہوتی ہیں، یہ ہیں کہ وہ انوار و برکاتِ نبوّت کا عکّاس ہے۔وہ وجہِ یکجہتی و اتّحاد ہے۔وہ مومنوں کا محبوب و مطاع ہے۔وہ قلوبِ مومنین پر نزولِ ملائکہ کا سبب ہے۔وہ تائیدِ خداوندی کا مَورد ہے۔وہ تجدیدِ دین کا ذمّہ دار ہے اور قبولیّتِ دعا کا وسیلہ ہے۔وغیرہم

اللہ تعالیٰ کی خاص عطا سے یہ ایسی غیر معمولی اور ممتاز صفات ہیں جن سے ایک خلیفۂ راشد متّصف ومزیّن ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ صفات نہ انسان اپنی جدّ وجہد، مجاہدوں اور ریاضتوں سے حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ انہیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور سرچشمہ سے پا سکتا ہے۔مثلاً فرشتوں کا بھیجنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔اور وہ نبی کے بعد خلیفۂ راشد کے ذریعہ مومنوں پر اترتے ہیں۔جیسا کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف منافق اٹھے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تنبیہہ کی کہ خلافت کا وجود تائید وعونِ ملائکہ کا سبب ہے۔فرمایا:

''اگر تم نے (حضرت عثمانؓ) کو قتل کیا تو وہ تلوار جو اس وقت نیام میں ہے، بے نیام ہو جائے گی اور پھر وہ قیامت تک نیام میں نہ جا سکے گی۔اگر تم نے (حضرت عثمانؓ) کو قتل کیا (اور خلافت کو پامال کرنے کی کوشش کی) تو یاد رکھنا کہ مدینہ جس کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے گھیرے ہوئے ہیں وہ مدینہ چھوڑ جائیں گے۔''
(طبری۔ذکر الخبر عن قتل عثمان بن عفّان۔35 ھجری)

اسی طرح دعاؤں کا سننا اور انہیں قبولیت کا شرف بخشنا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔اور وہ خلیفہ راشد کی دعائیں بھی امتیازی طور پر قبول فرماتا ہے اور اس کے وسیلہ سے مومنوں کی دعاؤں کو بھی شرفِ قبولیّت بخشتا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیّت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔''
(منصبِ خلافت۔انوار العلوم، جلد2، صفحہ 32)

اسی طرح خدا تعالیٰ جسے اپنا خلیفہ بناتا ہے اسے ایک اور امتیازی صفت بھی عطا کی جاتی ہے جو بغیر خدا تعالیٰ کے انتخاب، اصطفاء اور اس کی عطا کے ممکن ہی نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس کے دل پر حق کی خاص تجلّی ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔''

(ملفوظات۔ جلد 10 صفحہ 229، 230)

علیٰ ہٰذا القیاس بعض خاص صفات میں خلیفہ راشد دیگر افرادِ امّت سے جو مختلف صفاتِ حسنہ سے متصف ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا کردہ الگ شان اور امتیازی مقام رکھتا ہے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے اور دنیا میں ایسی نظیریں موجود ہیں کہ غیر نبی کو بعض صلاحیتوں یا صفات میں نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے یا غیر خلیفہ کو خلیفۂ راشد پر۔ مگر جزوی فضیلت بہر حال ایک جزوی بات ہے۔ اس کی وجہ سے کسی کا نبی یا خلیفہ سے افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

خلافت صفاتِ الٰہیہ اور صفاتِ حسنہ کے آئینہ میں

یہ بھی ایک اصولی بات ہے کہ خلیفۂ راشد کی یہ الگ شان اور اس کا یہ امتیازی مقام اس وجہ سے بھی ہے کہ وہ صفاتِ الٰہیہ اور تمام انسانی صفاتِ حسنہ میں اس دَور کے جملہ انسانوں کے مقابل پر ایک جامعیت اور مکمل توازن رکھتا ہے۔ صفاتِ حسنہ میں مکمل توازن عطا کرنا سوائے خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے کسی اور کا کام نہیں ہے۔ صفات کا یہ مجموعی توازن اس کے اندر وہ خاصیّت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ دوسروں کی نسبت خدا تعالیٰ کی صفات کے قریب ترین وجود ہو جاتا ہے۔ پس وہی ہے جو نبوّت کے بعد خدا تعالیٰ کی جملہ صفات کا سب سے زیادہ مظہر بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی نظرِ انتخاب اس کو چن لیتی ہے لہٰذا اس کا انتخاب خدائی انتخاب قرار پاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔'' (ماہنامہ الفرقان ربوہ مئی، جون 1967ء، صفحہ 37)

جہاں تک صفاتِ حسنہ کے اجتماع اور ان میں توازن کی خصوصیّت کا تعلق ہے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کُل خیالات کو جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں، ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے، یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولیدؓ جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابوبکرؓ ہوئے۔ آج اگر کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولیدؓ نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60 ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔ مگر خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیّت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہاں کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات پیش آتے ہیں۔

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 4 صفحہ 72، 73 بحوالہ خطباتِ مسرور۔ جلد 2، صفحہ 345، 346)

تائید و رضائے الٰہی

اس انتخابِ الٰہیہ کا منطقی اور واقعاتی نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس انتخاب کو تنہا نہیں رہنے دیتا۔ وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور علیٰ منہاج النبوّۃ اس کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا امتیازی سلوک ہوتا ہے جس کا اعلان وہ ان الفاظ میں فرماتا ہے کہ

''اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ''(سورۃ المومن 40 : 52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے، اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے کئے جائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اسے اپنی جناب سے مؤیّد و منصور کرتا ہے۔'' (درس القرآن، صفحہ 572)

خلیفۂ راشد رسول تو نہیں، مگر خدا تعالیٰ چونکہ اسے ظلّی طور پر انوار و برکاتِ رسالت سے مزیّن کرتا ہے اور اسے نبوّت کے کمالات کا مظہر بناتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا وہی سلوک ہوتا ہے جس کا وعدہ وہ اپنے نبی کے ساتھ کرتا ہے۔ یہی خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہے اور یہ وہ معیار اور کسوٹی ہے جو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کو خالصۃً خدا تعالیٰ کا انتخاب ثابت کرتی ہے۔ نبوّت کے ساتھ کئے گئے اس وعدہ کو خدا تعالیٰ اس طرح پورا فرماتا ہے کہ اپنے قائم کردہ خلیفہ کی نبوّت کے اظلال کے طور پر خود تائید و نصرت فرماتا ہے۔ نہ صرف اس خلیفہ پر بلکہ وہ اس پر ایمان رکھنے والے مومنوں پر بھی اپنی تائید و نصرت کا سائبان تان دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی الگ اور نمایاں شان ہے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کو عطا ہوتی ہے۔ اس بناء پر ایسا انتخاب خدا تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔ اور حتمی طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

اس الٰہی انتخاب کی ایک مثال حضرت علیؓ نے بھی فراہم فرمائی۔ آپؓ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی خلافت کی دلیل دیتے ہوئے لکھا: اِنَّہٗ بَایَعَنِی الۡقَوۡمُ الَّذِیۡنَ بَایَعُوۡا اَبَا بَکۡرٍ وَ عُمَرَ وَعُثۡمَانَ عَلَی مَا بَایَعُوۡھُمۡ عَلَیۡہِ ''کہ میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور انہی بنیادوں اور اصولوں پر کی ہے جن پر ان تینوں کی بیعت کی تھی۔ اور آگے فرمایا: فَاِنِ اجۡتَمَعُوۡا عَلیٰ رَجُلٍ وَّسَمُّوۡہُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رِضًی۔ کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر کسی ایک شخص کے ہاتھ پر جمع ہو جاتے ہیں اور اسے اپنا امام تسلیم کر لیتے ہیں تو خدا کی رضا اُس (امام) کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔

(نہج البلاغہ مشہدی۔ صفحہ 188 من کتاب لہٗ اِلیٰ معاویہ و نہج البلاغہ۔ جلد 2، صفحہ 7۔ مطبوعہ مصر)

یعنی یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان، اعمالِ صالحہ اور اپنے تقوی و طہارت کے لحاظ سے اس معیار پر قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی، خدا تعالیٰ کی رضا اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا وعدہ ان میں پورا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ رضا اس کی طرف سے ان کے انتخاب کی تصدیق ہے۔ ان کے چُنے ہوئے امام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا شاملِ حال ہو جاتی ہے۔

رضائے الٰہی وہ امتیازی نشان ہے جسے کوئی شخص اپنی کوشش سے حاصل نہیں کر سکتا۔لیکن اس سے بھی بڑھ کر وہ تائید ونصرتِ الٰہی ہے جو خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلیفہ کو عطا کرتا ہے۔یہ وہ موہبت ہے جو خاص طور پر نبوّت کے ساتھ مخصوص ہے۔خلیفۂ راشد چونکہ ظلّی طور پر انوارِ رسالت اور برکاتِ نبوّت کا حامل ہوتا ہے۔اس لئے اس کے شاملِ حال بھی اللہ تعالیٰ کے وہی وعدے ہوتے ہیں جو اِن آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں کہ ''کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ'' (سورۃ المجادلہ:22) کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔اور ''اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ ...'' (سورۃ المومن 52:40) کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے، اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے کئے جائیں گے۔

دراصل یہی وہ امتیازات ہیں جو خلیفۂ راشد کو ہر دوسرے صاحبِ منصب اور صاحبِ صفات شخص سے ممتاز کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔یہ امتیازی نشان کسی ایسے شخص کو نصیب نہیں ہوتے، جسے خدا تعالیٰ قائم نہیں کرتا خواہ اسے دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی خلیفہ قرار دے دیں۔جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی اپنی رضا نہ ہو وہ ان لوگوں کے مقرر کردہ ایسے فرد کی تائید کرنے کا کس طرح پابند ہوسکتا ہے۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''سارا عالَمِ اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے۔ وہ نہیں بنا سکتے کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے۔''
(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔2/اپریل 1993ء)

اظہارِ تقدیر

خدا تعالیٰ خود خلیفہ بناتا ہے، اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ جس شخص کا برائے خلیفہ انتخاب کرتا ہے، وہ اس کے بارہ میں دنیا میں کئی طریق پر اپنی اس تقدیر کا قبل از وقت اظہار بھی کر دیتا ہے۔ پھر اس کی اس تقدیر کے آگے کوئی روک نہیں بن سکتا۔جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آپ کا خیال تھا کہ ان کے بارہ میں وصیّت لکھ دیتے مگر اس لئے نہیں لکھی کہ ان کے علاوہ اگر بعض لوگ کسی اور کو منتخب کرنا بھی چاہیں گے تو خدا تعالیٰ بھی ان کے اس انتخاب کا انکار کر دے گا اور مومن بھی اس کا انکار کر دیں گے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس تقدیر کو کھولا تھا وہ بالآخر اسی طرح نافذ ہو کر رہی۔اسی طریق پر اللہ تعالیٰ اپنے ہونے والے دیگر خلفاء کے بارہ میں پہلے سے ہی لوگوں کو کئی طریق سے آگاہ کر دیتا ہے۔

اِس دَور میں جماعتِ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کی اس تقدیر کے بکثرت ایسے جلوے دیکھے ہیں کہ آئندہ ہونے والے خلیفہ کے بارہ میں اس نے کئی لوگوں کو رؤیا وکشوف کے ذریعہ مطلع فرمایا۔اس کے علاوہ اس کی ایک غیر معمولی تجلّی یہ بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے بعد قائم ہونے والے خلیفہ کا گو اپنی زندگی کے آخری دَور میں نام بھی تحریر کر دیا تھا مگر ایک عرصہ پہلے ایک عجیب طرز پر نشاندہی بھی فرمائی تھی۔جس کو لازماً اس دَور کے اصحابِ بصیرت تو واضح طور پر سمجھ گئے تھے مگر جن کے لئے ابتلا مقدّر تھا وہ اپنے ابتلا میں سرگرداں رہے اور اس ''خاص مصلحت اور خالص بھلائی'' سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔وہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے14/جنوری 1910ء کو اپنے خطبۂ جمعہ میں تصوّف کے مضمون کو بیان فرمایا۔اس کے بالکل آخر میں حسبِ ذیل بات کہہ کے خطبہ ختم فرما دیا کہ:

''ایک نکتہ قابلِ یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکا۔وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ان کو قرآنِ شریف سے بڑا تعلق تھا۔ان کے ساتھ مجھے بہت محبّت ہے۔78 برس تک انہوں نے خلافت کی۔22 برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔''
(خطباتِ نورؓ۔ صفحہ 453 مطبوعہ نظارت اشاعت قادیان ایڈیشن 2003ء)

اس میں ''خاص مصلحت اور خالص بھلائی'' کیا تھی؟ غور فرمائیں۔

1: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمدؓ کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔

2: خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپؓ سے محبّت بھی بہت تھی۔آپؓ کی ولادت با سعادت12/جنوری 1889ء کو ہوئی۔

3: جنوری 1910ء میں اس خطبہ کے وقت آپؓ کی عمر عین22 سال تھی۔لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے خطبہ میں حضرت خواجہ سلیمانؒ کی 22 سال کی عمر کا ذکر کرنا ایک واضح اشارہ تھا۔

4: پھر78 برس تک ان کا خلافت کرنا، ایک حیرت انگیز اظہار تھا جو سوائے خاص مصلحتِ الٰہی اور علمِ الٰہی کے ممکن نہ تھا۔کیونکہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی اتنی ہی عمر تک خلافت کی۔آپؓ کی عمر شمسی لحاظ سے 76 سال 8 ماہ اور27 دن تھی جب کہ قمری اعتبار سے78 سال بنتی تھی۔یہ ایسی بات تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے1910ء میں کہی مگر آگے جا کر خدا تعالیٰ نے اسے1965ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو78 سال عمر دے کر یہ پیش خبری قطعی طور پر پوری تفصیلات کے ساتھ ظاہر اور ثابت فرمائی۔پس یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے کہ جسے وہ چاہتا ہے اپنا خلیفہ بناتا ہے اور اس نے جس کو خلیفہ قائم کرنا ہوتا ہے، اس کی خوشبو خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے چار سو بکھیر دیتا ہے۔

''خلیفہ خدا تعالیٰ بناتا ہے''، ایک لطیف تمثیل

حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بحث کو ایک لطیف مثال کے ساتھ واضح فرمایا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''لکھا ہے کہ ایک بزرگ جب فوت ہوئے تو انہوں نے کہا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو وہاں ایک سبز چڑیا آئے گی۔جس کے سر پر وہ چڑیا بیٹھے، وہی میرا خلیفہ ہوگا۔جب وہ اس کو دفن کر چکے تو اس انتظار میں بیٹھے کہ وہ چڑیا کب آتی ہے اور کس کے سر پر بیٹھتی ہے؟ بڑے بڑے پرانے مرید جو تھے ان کے دل میں خیال گزرا کہ چڑیا ہمارے سر پر بیٹھے گی۔تھوڑی ہی دیر میں ایک چڑیا ظاہر ہوئی اور وہ ایک بقّال(سبزی فروش۔ناقل) کے سر پر آ بیٹھی جو اتّفاق سے شریک جنازہ ہو گیا تھا۔تب وہ سب حیران ہوئے لیکن اپنے مرشد کے قول کے مطابق اس کو لے گئے اور اس کو اپنے پیر کا خلیفہ بنایا۔'' (ملفوظات۔جلد8،صفحہ 407)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش فرمودہ یہ مثال خدا تعالیٰ کی خلافت کے قیام کے بارہ میں غیر معمولی عرفان کے دروازے کھولتی ہے۔یہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے جو ایک سبز چڑیا کی مثال میں ظاہر کیا گیا ہے۔یہ چڑیا صرف اس شخص کے سر پر بیٹھتی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اس منصب کا اہل ہوتا ہے۔ایسے موقعوں پر بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ خود کو اس منصب کا اہل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ان کے سوا اس جماعت کو چلانے والا کوئی نہیں ہے۔یہ لوگ دراصل خلافت کے

بارہ میں ایمان کی بنیادی کڑی کو چھوڑ رہے ہوتے ہیں اور سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خلیفہ نہیں بناتا بلکہ وہ خود بہتر سمجھتے ہیں کہ خلیفہ کون ہو یا اسے کیسا ہونا چاہئے۔ اسی طرح بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ اپنے خیال، علم اور معلومات کے مطابق کسی اور کو اس کا اہل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی نظریں اس پر لگی ہوتی ہیں۔ وہ اپنے دل کی عقیدت و وفا کو اس کے ساتھ وابستہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں قسم کے لوگوں کی مرضی پر اپنی مرضی کو نافذ کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس منصب کا اہل کوئی اور ہوتا ہے۔ چونکہ یہ خلافت خدا تعالیٰ کی خلافت ہے، اس لئے اس کا قیام خدا تعالیٰ خود اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور لوگوں کے خیالات کے برعکس اس ''چڑیا'' کو اس شخص کے سر پر بیٹھنے کا حکم دیتا ہے جو اس کے نزدیک خلافت کے منصب کا حقیقی اہل ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس جماعت کے بعض لوگوں کے علی الرغم وہ ''چڑیا'' اُس شخص کے سر پر بیٹھ جاتی ہے جو دراصل خدا تعالیٰ کا چنا ہوا خاص شخص اور خلیفہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں وہ حق ڈالتا ہے۔

اس تمثیل کے عملی نظارے

یہ ''سبز چڑیا'' کیا ہے؟ یہ دراصل خدا تعالیٰ کی مرضی ہے جو انتخاب کرنے والے افراد کے دلوں پر بیٹھتی ہے اور انہیں اس شخص کی طرف مائل کرتی ہے۔ وہ ان کے سروں پر بیٹھتی ہے اور صرف ان کی عقلوں ہی کو قائل نہیں کرتی بلکہ ان کے دلوں کو بھی مائل کرتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہم آہنگ اپنا ہاتھ اس شخص کے لئے کھڑا کریں جس کو خدا تعالیٰ خود قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس قانونِ الٰہی کو سمجھاتے ہوئے ہمارے آقا و مولیٰ، سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بیان فرماتے ہیں:

''لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَ ابْنِهِ وَ أَعْهَدَ أَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَ يَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ''

(صحیح بخاری۔ کتاب المرضیٰ، باب قول المریض انّی وجع اوراْساہ)

کہ میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا تھا کہ ابوبکرؓ اور آپؓ کے بیٹے کو بلاؤں اور خلافت کی وصیّت لکھ دوں تا کہ باتیں بنانے والے باتیں نہ بنا سکیں اور اس کی تمنا کرنے والے اس کی خواہش نہ کریں۔ پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ لازماً (ابوبکرؓ کے علاوہ کسی بھی دوسرے کا) انکار کردے گا اور مومن بھی اسے ضرور رد کر دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اس قانونِ خداوندی اور عقیدۂ اسلام کا روشن ترین اظہار ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یہ ''چڑیا'' اسی کے سر پر بیٹھتی ہے جس پر بیٹھنے کا خدا تعالیٰ اسے حکم دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی مرضیٔ خدا کے مطابق حضرت ابوبکرؓ بھی خلیفہ بنے اور آپؓ کے بعد دیگر خلفاءؓ بھی۔ پھر دَورِ آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوئی تو ہر خلیفہ کا انتخاب اسی قانونِ خداوندی کے مطابق عمل میں آیا۔

دَورِ آخرین میں اس کی ایک غیر معمولی مثال جو اِس قانونِ الٰہی کو عملی رنگ میں روشن کرتی ہے، یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جماعت میں سب سے بڑا سوال خلیفۂ ثانی کا انتخاب کا تھا۔ اس وقت یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب (جو بعد میں لاہوری جماعت کے امیر بنے) یہ کوشش کرنے لگے کہ فی الحال جماعت کسی ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع نہ ہو بلکہ کچھ عرصہ انتظار کر لیا جائے اور جب جماعت اچھی طرح سوچ لے تو پھر اس بارہ میں کوئی اقدام کیا جائے۔ اس بارہ میں وہ اپنے بعض ساتھیوں کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کے ایّام میں ہی تگ ودَو کرتے رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری ہونے کی وجہ سے انجمن کو جماعت کا نگران بنانے کی کوشش میں تھے۔ چونکہ وہ صدر انجمن کے سیکرٹری تھے اس لئے ظاہر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد وہ خود ہی جماعت کے نگران متصوّر ہوں گے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ تمثیل کے آئینہ میں ''بڑے بڑے پرانے مرید جو تھے ان کے دل میں خیال گزرا کہ چڑیا ہمارے سر پر بیٹھے گی''۔ لیکن حالات ایسے ہو گئے تھے کہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ اگر یہ فیصلہ اب ہوا تو یہ چڑیا ان کے سر پر نہیں بیٹھے گی۔ اس لئے انہوں نے یہ ترکیب سوچی کہ خلیفہ کے انتخاب کو معرضِ تاخیر میں ڈال کر کسی طرح ''چڑیا'' کو قابو کرنا چاہئے۔ مگر یہ حقیقت ان سے اوجھل رہی کہ خدا تعالیٰ کے کاموں پر کسی کو اختیار نہیں ہو سکتا۔ اس کی مرضی کو کوئی قابو نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اکابر صحابہؓ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اہلِ بیت اور جماعت کی اکثریت، سب اس عقیدہ کے حامل تھے کہ جلد از جلد خلیفہ کا انتخاب ہو اور سنّت کے مطابق خدا تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائے اور جماعت دوبارہ اسلام کے قانون کے مطابق ایک ہاتھ پر جمع ہو۔ اس ماحول اور ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ظہر کے بعد میں نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور ان سے اختلاف کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ بعض نے رائے دی کہ جن عقائد کو ہم حق سمجھتے ہیں، ان کی اشاعت کے لئے ہمیں پوری طرح کوشش کرنی چاہئے۔ اور ضرور ہے کہ ایسا آدمی خلیفہ ہو جس سے ہمارے عقائد متفق ہوں۔ مگر میں نے سب کو سمجھایا کہ اصل بات جس کا اس وقت ہمیں خیال کرنا چاہئے وہ اتفاق ہے۔ خلیفہ کا ہونا ہمارے نزدیک مذہباً ضروری ہے۔ پس

☆ اگر وہ لوگ اس امر کو تسلیم کر لیں تو پھر مناسب یہی ہے کہ اوّل تو عام رائے لی جاوے۔

☆ اگر اس سے وہ اختلاف کریں تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کر لیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو

☆ اور اگر یہ بھی قبول نہ کریں تو ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جاوے اور میرے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اہلِ بیت نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ یہ فیصلہ کر کے میں اپنے ذہن میں خوش تھا کہ اب اختلاف سے جماعت محفوظ رہے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا...''

''میں باہر آیا تو مولوی محمد علی صاحب کا رقعہ مجھے ملا کہ کل والی گفتگو کے متعلق ہم پھر گفتگو کرنی چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو بلوا لیا۔ اس وقت میرے پاس مولوی سیّد محمد احسن صاحب، خان محمد علی صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدّین صاحب موجود تھے۔ مولوی صاحب بھی اپنے بعض احباب سمیت وہاں آ گئے اور پھر کل کی بات شروع ہوئی۔ میں نے پھر اس امر پر زور دیا کہ خلافت کے متعلق آپ بحث نہ کریں۔ صرف اس امر پر گفتگو ہو کہ خلیفہ کون ہو۔ اور وہ اس بات پر مصر تھے کہ نہیں۔ ابھی کچھ بھی نہ ہو۔ کچھ عرصہ تک انتظار کیا جاوے۔ سب جماعت غور کرے کہ کیا کرنا چاہئے۔ پھر جو متفقہ فیصلہ ہو اس پر عمل کیا جاوے۔ میرا جواب وہی کل والا تھا اور پھر میں نے ان کو یہ بھی کہا کہ اگر پھر بھی اختلاف ہی رہے تو کیا ہو گا۔ اگر کثرت رائے سے فیصلہ ہونا ہے تو ابھی کیوں کثرت رائے پر فیصلہ نہ ہو۔ ... اس وقت جماعت کو تفرقہ سے بچانے کی فکر ہونی چاہئے۔ جب سلسلہ گفتگو کسی طرح ختم ہوتا نظر نہ آیا اور باہر بہت شور ہونے لگا اور جماعت کے حاضر الوقت اصحاب اس قدر جوش میں آ گئے کہ دروازہ توڑے جانے کا خطرہ ہو گیا اور لوگوں نے زور دیا کہ اب ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ آپ لوگ کسی امر کو

طے نہیں کرتے اور جماعت اس وقت بغیر کسی رئیس کے ہے۔ تو میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ بہتر ہے کہ باہر چل کر جو لوگ موجود ہیں ان سے مشورہ لے لیا جائے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ آپ یہ بات اس لئے کہتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ کسے منتخب کریں گے۔

اس پر میں نے ان سے کہا کہ نہیں میں تو فیصلہ کر چکا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔ مگر اس پر بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا رائے ہے یعنی وہ آپ کو خلیفہ مقرر کریں گے۔ اس پر میں اتفاق سے مایوس ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہے۔ کیونکہ باوجود اس فیصلے کے جو میں اپنے دل میں کر چکا تھا میں نے دیکھا کہ یہ لوگ صلح کی طرف نہیں آتے اور مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت خلافت سے بوجہ خلافت کے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ان کے خیال میں جماعت کے لوگ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر آمادہ تھے۔''

(حیاتِ نورؓ۔ صفحہ 728 تا 730 مطبوعہ 1963ء پنجاب پریس وطن بلڈنگ لاہور*)

یہ واقعہ تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے جو واقعاتی لحاظ سے ایک ناقابلِ تردید اور قطعی ثبوت مہیّا کرتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

*حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کی تفصیل ''خلافتِ راشدہ'' (انوارالعلوم۔ جلد 15 صفحہ 497 تا 501) میں اور اپنی تصنیف ''اختلافاتِ سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات'' (صفحہ 122 تا 124 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ) اور اپنے درس القرآن میں بھی بیان فرمائی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ہی جماعت کے انتظام و انصرام اور اختیار و اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لینے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے تھے اور ایک مہم کے طور پر اپنے اخبار ''پیغام'' کے ذریعہ اور اشتہارات اور ٹریکٹوں کی اشاعت کے ساتھ مسلسل جدّ و جہد میں تھے کہ کسی طرح خلیفۂ وقت انجمن کے تحت ہو جائے۔ یعنی وہ ان کے دفتر کے ماتحت ہو اور اصل اقتدار انجمن کا یعنی ان کا اپنا ہو۔ اسی کے لئے وہ خلافتِ ثانیہ کے انتخاب میں تاخیر کے لئے کوشاں تھے تا کہ جماعت کچھ عرصہ تک انجمن کے انتظام کے تحت رہنے کی عادی ہو جائے گی تو پھر خلیفہ کے انتخاب کی ضرورت نہ رہے گی۔ لہٰذا جماعت پر ان کا اقتدار قائم ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی غالب تقدیر کے تحت یہ ہوا کہ عین اس وقت جب حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کو خلیفہ بن جانے اور خود ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی پیشکش کرتے ہیں تو وہی مولوی محمد علی صاحب اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہی اُن کے لئے نادر موقع تھا کہ اگر وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس پیشکش کو قبول کر لیتے تو انہیں ان کے خوابوں کی تعبیر اور جدّ و جہد کی منزل مل جاتی اور وہ جماعت احمدیہ کے امام بن جاتے۔ لیکن ایک حتمی اور فیصلہ کن گھڑی میں مولوی محمد علی صاحب کا جماعت کا امام بننے سے پہلوتہی کر جانا خدا تعالیٰ کے اس تصرّف کی پختہ ترین دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے خود خلیفہ بناتا ہے۔ اور وہ ''سبز چڑیا'' اسی کے سر پر بیٹھتی ہے جس پر بیٹھنے کا اسے اذن ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جسے اللہ تعالیٰ اس کا اہل نہیں سمجھتا، لوگ سرتوڑ کوشش بھی کریں تو بھی سرِ لب لائے ہوئے پیالہ کو اس کے منہ سے نہیں لگا سکتے۔

الٰہی انتخاب کے منظر

سوال یہ تھا کہ انسانوں کا منتخب کردہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف کس طرح منسوب ہوتا ہے؟ اسے خدا تعالیٰ کا انتخاب کیونکر قرار دیا جاتا ہے؟

اس کا بنیادی اور تفصیلی جواب تو اوپر دیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ'' میں اس انتخاب کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اسی طرح خلافت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابوبکرؓ کے بارہ میں پیشگوئی کرنے کے سلسلہ میں ارشاد کہ اللہ تعالیٰ بھی ابوبکرؓ کے علاوہ کسی اور شخص کا انکار کر دے گا اور مومن بھی انکار کر دیں گے۔ نیز حضرت علیؓ نے جو خط امیر معاویہ کو لکھا، اس میں انہوں نے منطقی اور واقعاتی دلیل یہ دی کہ جن لوگوں نے میری بیعت کی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جب یہ کسی شخص کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور اسے اپنا امام مان لیں تو رضائے باری تعالیٰ اس شخص کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ یہ دلائل ناقابلِ تردید ہیں اور یہی خلافت کے قیام کے لئے انسانوں کے ووٹوں کے عمل کو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور تقدیر ہونے کے پُر از یقین ثبوت مہیّا کرتے ہیں۔

اس تقدیر کے عملی مناظر کیا ہیں؟ ان کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت مدّ نظر رکھنی چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ کے قیام اور ان چار خلفائے راشدہ کی خلافت کے برحق ہونے سے کوئی شخص انکار نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے۔ لیکن وہ چار خلفاءؓ کس طرح خلیفہ بنے اور ان کا انتخاب کس طرح الٰہی انتخاب کہلایا؟ وہ مناظر یہ ہیں:

1: حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفۂ راشد اس طرح خلیفہ بنے کہ انصار کے ایک چھپّر میں وہ اس رائے پر متفق تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں کا امیر انصار میں سے ہوگا۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ تشریف لے جاتے ہیں اور تھوڑی سی گفتگو اور حضرت عمرؓ کی مختصر سی تقریر کے بعد سب نے حضرت ابوبکرؓ کی بطور خلیفۃ الرسولؐ و امیر المؤمنین بیعت کر لیتے ہیں۔ اسی طرح آپؓ پہلے خلیفۂ راشد ہو گئے۔ آپؓ کے اس انتخاب کو اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی رضا و مرضی قرار دیا گیا۔

یہ سوال اٹھانے والے بھی اس انتخاب کو الٰہی انتخاب ہی قرار دیتے ہیں۔ اس الٰہی انتخاب سے وہ انکار کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔

2: دوسرے راشد خلیفہ حضرت عمرؓ تھے۔ ان کا انتخاب بلکہ ایک پہلو سے نامزدگی اس طرح ہوئی کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی مرض الموت میں چند صحابہؓ سے مشورہ کیا اور حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر فرما دیا۔ آپؓ کا یہ عمل یا حضرت عمرؓ کی خلافت الٰہی انتخاب اور الٰہی رضا و مرضی قرار پائی۔ اس خلافت کے برحق اور الٰہی ہونے سے سوال کرنے والے نہ انکار کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔

3: حضرت عثمانؓ تیسرے خلیفۂ راشد تھے۔ ان کا انتخاب چھ افراد کی کمیٹی نے کیا جو حضرت عمرؓ نے ترتیب دی تھی۔ اس کمیٹی کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پایا۔ اس خلافت کے برحق اور الٰہی ہونے سے سوال کرنے والے نہ انکار کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔

4: چوتھے خلیفۂ راشد حضرت علیؓ تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد صحابہؓ اور مومنینِ مدینہ نے حضرت علیؓ سے خلیفۃ الرسولؐ اور امیر المؤمنین بننے پر اصرار کیا مگر آپؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آپؓ امیر کی بجائے وزیر بننا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ وہ لوگ سوچ و بچار کر کے دوبارہ آپؓ کے پاس آئے اور پُر زور اصرار کیا اور ایک طرح کی زبردستی سے آپؓ کی بیعت کر لی اور آپؓ خلیفۂ راشد قرار پا گئے۔ اور آپؓ کی خلافت الٰہی انتخاب کے تحت قائم شدہ خلافت قرار پائی۔ اس انتخاب کے الٰہی انتخاب ہونے سے کوئی شخص انکار نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے۔

اس کے بعد وہ خلافت ہے جس کے آخری زمانہ میں قیام کی خبر رسول اللہ ﷺ نے خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کے نام سے دی تھی۔ یعنی یہ خلافت بھی اسی طرح خلافتِ راشدہ ہو گی جس طرح پہلے دور میں خلافت نبوّت کے معیار پر تھی۔ چنانچہ اس دور میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی خلافت کا قیام اسی طریق اور منظر میں ہوا جس طرح حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قیام ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد بغیر کسی استثناء کے سب افرادِ جماعت نے متفق ہو کر حضرت مولوی حکیم نور الدّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور امیر المؤمنین تسلیم کیا اور آپؓ کی بیعت کی۔

انتخابِ خلافت پر سوال اٹھانے والے اس خلافت کو برحق خلافت تسلیم کرتے ہیں۔ کوئی اس کا انکار نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جو حالات پیدا ہوئے ان کا کچھ ذکر اوپر کی سطروں میں گزر چکا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اس طرح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے حق میں ظاہر ہوئی کہ آپؓ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں پر بکثرت موجود تمام لوگوں نے آپؓ کو خلیفۃ المسیح اور امیر المؤمنین قرار دے کر آپؓ کی بیعت کر لی۔

پھر ایک لمبا زمانہ گزرنے کے بعد جماعت کی چار سُو ترقی کے پیش نظر ضرورت سمجھی گئی کہ انتخابِ خلافت کے نظام کو اس طرح منظّم اور منضبط طریق پر قائم کرنا چاہئے کہ کسی فتنہ کا دخل نہ رہے اور وعدۂ الٰہی کے مطابق جماعت میں خلافت ہمیشہ قائم رہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1956ء میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ''انتخاب خلافت کمیٹی'' تشکیل فرمائی۔ اس میں جماعت کے مرکزی دفاتر کے سربراہ، اکابر مبلّغین کرام اور جماعتوں کے سرکردہ افراد وغیرہ شامل فرمائے۔ یہ ایک بڑی کمیٹی ہے جو ایمان وعملِ صالح، نیکی، تقویٰ، خشیت اللہ، ایثار اور خدمتِ اسلام میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ آیتِ استخلاف کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اس سے بہتر کمیٹی ممکن نہیں ہے۔ آپؓ نے اس کی تشکیل فرمائی اور اعلان فرمایا:

''جب بھی انتخابِ خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چُنا جائے مَیں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چُنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا خلیفہ صرف اس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت کو پورا کرے کہ خلافتِ اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے۔''

(خلافتِ حقّہ اسلامیہ، صفحہ 17)

پھر فرمایا:

''پس مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو..... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی''۔ (خلافتِ حقّہ اسلامیہ، صفحہ 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعلان کی صداقت ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے کہ اس خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ سے جو حکومت ٹکرائی، اللہ تعالیٰ نے اس کے پرخچے اڑا دیئے۔ یہ اس کمیٹی کے برحق اور اس کے ذریعہ منتخبہ خلافت کے الٰہی خلافت ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے جس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کھڑی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد خلافتِ ثالثہ کا انتخاب عمل میں آیا اور آپؒ کے بعد خلافتِ رابعہ اور خلافتِ خامسہ کا انتخاب ہوا۔ دنیا میں ہر سُو جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد اور وسعت کے پیش نظر بعد میں آیتِ استخلاف میں مذکورہ اصولوں کے تحت اس کمیٹی میں ترمیم بھی ہوئی۔ مگر یہ قطعی بات ہے کہ اس کمیٹی سے بہتر کوئی اور کمیٹی نہیں ہو سکتی جو منشاء ورضائے الٰہیہ کے عین مطابق ہو۔ یہ انتخاب اگر خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق قرار نہیں پاتا تو پہلی تمام خلافتوں کے انتخاب اوّل طور پر ہدفِ اعتراض ٹھہرتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ ہے کہ ان انتخابوں کے ذریعہ منتخب خلفاء کی وہ خود تائید ونصرت فرماتا ہے۔ اس نے آیتِ استخلاف میں مذکورہ خلافتِ حقّہ سے وعدوں کو ان کے ساتھ اسی طرح پورا فرمایا جس طرح اس نے پہلی خلافتوں کے ساتھ پورا فرمایا تھا۔ چنانچہ اس کا منطقی اور شرعی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ انتخابِ خلافت کمیٹی شریعت اور منشائے الٰہیہ کے عین مطابق ہے اور اسی کے ذریعہ منتخب ہونے والے خلیفہ کا انتخاب الٰہی انتخاب ہے۔

تعجب اس بات پر ہے کہ اس انتخاب سے پہلے پانچ خلفاء کے انتخابوں پر کوئی سوال نہیں اٹھاتا نہ اٹھا سکتا ہے مگر اسی منہاج، معیار اور اسی طرز پر خلافتِ ثانیہ اور اس کے بعد کی خلافتوں کے انتخاب کو ہدفِ اعتراض بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ انتخابِ خلافت کمیٹی پہلے انتخابوں کی نسبت زیادہ منظّم، منضبط اور قوی طریق مہیّا کرتی ہے۔ پس اس کے ذریعہ انتخاب اگر نشانۂ اعتراض ہو سکتا ہے تو پہلی خلافتوں کے انتخاب بدرجۂ اَولیٰ اعتراضات کا مَورد بنتے ہیں۔

الغرض یہ اعتراض کہ انسانوں کا انتخاب کس طرح الٰہی انتخاب کہلاتا ہے، ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب خود دورِ اوّل اور دورِ آخر کی علیٰ منہاج النبوّۃ راشدہ خلافتوں کے انتخاب مہیّا کرتے ہیں۔ فالحمدللّٰہ ربّ العٰلمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ۔ 17/مارچ 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے واقعاتی تناظر میں خلفاء کے قیام کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ ان سب کو خود اللہ تعالیٰ نے منصبِ خلافت پر قائم فرمایا تھا۔ ان کا انتخاب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھا۔ اسی تسلسل میں آپ نے اپنے خلیفہ بننے کی شہادت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

'' اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

''خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدّین صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلے پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ ہم انہیں بناتے ہیں۔ (انوار العلوم۔ جلد 2، صفحہ 11)''

(خطباتِ مسرور۔ جلد دوم، صفحہ 351)

نظام خلافت کے استحکام کے چودہ (14) طریق

مکرم پروفیسر عبدالسمیع خان صاحب مربی سلسلہ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

27/مئی 2008ء کو جماعت احمدیہ نے خلافت کے سو (100) سال پورے ہونے پر اپنے مقدس امام کے ہاتھ پر خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور اشاعتِ اسلام میں سرگرم رہنے کا عہد کیا۔ یہ تاریخِ عالم کا ایک عظیم اور منفرد دن تھا۔ جب 200 ملکوں کے احمدیوں نے بیک وقت کھڑے ہو کر یہ عہد دہرایا۔ کہیں صبح کا وقت تھا، کہیں دوپہر، کہیں شام اور کہیں رات کا اندھیرا مگر خلافت کا اجالا دنیا میں ہر جگہ پھیل رہا تھا اور اخلاص اور محبت کی شعاعیں شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کو منور کر رہی تھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم نے اس عہد کو کیسے نبھانا ہے اور اس سے اپنا عشق کیسے ہمیشہ تازہ رکھنا ہے۔ کس طرح اس کو دلوں میں زندہ رکھنا ہے کہ ہماری نسلوں کو بھی اس سے عشق ہو جائے اور وہ اس کی پاسداری کرتی رہیں۔ تو دوستو! ہم نے اس عہد کو اس طرح نبھانا ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عہد باندھے اور پھر ان کو پورا کیا۔ انہوں نے جان مال عزت وآبرو لٹا دی مگر اپنے عہد پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

مدینہ سے صحابہؓ نے آکر بیعت میں حصہ لیا اور یہ عہد کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت جان پر کھیل کر کریں گے۔ اصحابؓ بدر نے کہا یارسول اللہ! ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ انہی صحابہؓ نے حدیبیہ کے وقت عہد کیا ہم جان دے دیں گے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر کے قتل کا بدلہ ضرور لیں گے۔

اب دیکھئے صحابہؓ بھیڑ بکریوں کی طرح قربان ہو گئے۔ مرتے ہوئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجا اور کہا خدا آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور قوم کو پیغام دیا کہ ہم جب تک زندہ رہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی۔ اگر تمہاری زندگی میں ان کو کوئی زخم آیا تو تم خدا کے حضور جوابدہ ہو گے۔ جنگ بدر میں صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو اونٹنیاں مخصوص کر دیں اور کہا یارسول اللہ! اگر ہم سب مارے جائیں تو آپؐ اونٹنی پر مدینہ تشریف لے جائیں۔ ہمارے بقیہ زندہ بھائی آپؐ کی حفاظت کریں گے۔ جنگِ خندق میں ان صحابہؓ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودی۔ جنگِ تبوک میں گھر کے سارے سارے مال پیش کر دیئے۔

ایسی ہی قربانیوں کے نمونے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرامؓ نے بھی دکھائے۔ مال مانگا تو چار پائیاں فروخت کر کے سب کچھ لے آئے۔ دعوت الی اللہ کی تحریک کی تو بغیر کاغذات اور پاسپورٹ کے مختلف ملکوں میں نکل کھڑے ہوئے۔ ماریں کھائیں مگر حق کا پیغام سناتے رہے۔ وقفِ زندگی کی تلقین کی گئی تو خود بھی حاضر ہو گئے۔ بچوں کو بھی وقف کر دیا اور آنے والی نسلوں کو بھی اس کا حصہ بنا دیا۔ مساجد کے لئے تحریک کی گئی تو اپنے گھر بیچ کر خدا کے گھر بنا دیئے۔

استقامت کے وہ نظارے دکھائے کہ لاہور میں چند گھنٹوں میں 86 احمدی شہید ہو گئے۔ مگر کسی کے لب پر کوئی شکوہ، کوئی آہ و بکا نہیں تھی بلکہ توحید کے نعرے اور درود شریف کی آوازیں تھیں اور یہ پیغام بھی کہ اگلے جمعہ کو ہم وہیں کھڑے ہوں گے۔ جہاں ہمارے آباء شہید ہوئے تھے۔ عورتوں اور چھوٹی بچیوں کو حبس دم کر کے مارا گیا مگر ان کے ایمان پر آنچ نہ آئی۔ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں شہادت کا جو پودا لگایا تھا وہ بڑی شان اور شوکت سے تناور درخت بن چکا ہے جس کے ہر پتے پر ملکوں ملکوں کی شہادت کی داستانیں رقم ہیں۔

سادہ زندگی کی تحریک ہوئی تو کھانا ایک کر دیا۔ زیور بنانے بند کر دیئے، نئے کپڑے بنانا چھوڑ دیئے اور ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ غیروں نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ وہ جامعہ احمدیہ جس کی بنیاد ایک معمولی کلاس سے ڈالی گئی تھی اب دنیا میں 14 جگہوں پر جگمگا رہا ہے۔ ڈیڑھ ہزار سے زائد طلباء اس میں پڑھ رہے ہیں اور دنیا فتح کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پس عہدوں کی پاسداری اس طرح کی جاتی ہے اور خلافت کی آواز پر اس طرح لبیک کہی جاتی ہے۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں۔ ہم تو صحابۂ رسول کی طرح لبیک کہیں گے۔

نظام خلافت کے استحکام کے چودہ (14) طریق

1۔ خلیفۂ وقت سے دلی محبت کرنا ایسی کہ امام وقت اپنی جان، مال اور بیوی بچوں سے بھی پیارا ہو جائے۔

2۔ امام وقت کے ارشادات کو سننا اور سمجھنا۔ اس زمانہ میں ایم ٹی اے اور اخبارات ورسائل اس کا بہترین ذریعہ ہیں۔

3۔ پوری طاقت اور صلاحیت سے امام کی آواز پر لبیک کہنا اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا۔

4۔ خلیفۂ وقت کی ظاہری حفاظت پر مستعد رہنا۔ امتِ مسلمہ اس بارہ میں غفلت کر کے نتائج بھگت چکی ہے۔

5۔ خلیفۂ وقت کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرنا، اس کی صحت، عمر اور منصوبوں میں کامیابی کے لئے سجدہ ریز ہونا۔

6۔ قیام صلوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ کے مضمون پر دلی توجہ سے عمل پیرا ہونا۔

7۔ خلیفۂ وقت سے ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعہ سے تعلق رکھنا اور دعائیں حاصل کرنا۔

8۔ تمام اہم معاملات میں مشورہ کرنا اور اپنے حالات سے باخبر رکھنا۔

9۔ اپنے اہل وعیال اور عزیزوں میں خلیفۂ وقت کی محبت کو راسخ کرنا۔

10۔ خلافت کی غیرت رکھنا اور منکرینِ خلافت کا مقابلہ کرنا۔

(باقی صفحہ 22)

’’تَاللّٰہِ لَقَدۡ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیۡنَا وَ اِنۡ کُنَّا لَخٰطِئِیۡنَ‘‘

(تذکرہ۔الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام،صفحہ 522)

خلافت کے سائے میں آنے والے غیر مبائعین صحابہ میں سے بعض کا تذکرہ

مکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب، جامعہ احمدیہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت اور وعدوں کو پورا کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کا قیام فرمایا اور حضرت مولانا حکیم نور الدین بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنا کر جماعت کے اتحاد اور ترقی کے سامان کیے۔تمام احمدیوں نے اس الٰہی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی،خود حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے 21؍جون 1908 کو لاہور میں اپنی ایک پُرجوش تقریر میں فرمایا:

’’ان لوگوں کا خیال بلکہ یقین تھا کہ آپؑ کی وفات کے ساتھ ہی یہ کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا اور یہ درخت جڑ سے اکھڑ جائے گا۔ ... مگر خدا کی شان کہ جب وہ وقت آیا تو ان کی تمام امیدوں اور آرزوؤں پر پانی پھر گیا اور ان کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔...

میں خود اپنے دل کو اور اپنے احباب کے دلوں کو دیکھتا ہوں تو ایسا پاتا ہوں کہ جس طرح کسی عظیم الشان فتح کے بعد ایک انشراح اور اطمینان ہوتا ہے، کوئی قبض نہیں، کوئی گھبراہٹ نہیں، نہ کسی قسم کی کمزوری ہے اور نہ ہی تزلزل۔کیا یہ اس قدرت ثانیہ کا ابتدا نہیں جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا تھا۔‘‘

(الحکم۔18؍جولائی1908ء،صفحہ 4،کالم3)

لاریب خلافت شدید غم اور صدمے میں امن و اطمینان کا ہی نام ہے اور اسی سے جماعت کی ہستی ہے اسی لیے قرآن کریم نے اس کو وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا (سورۃ النور 56:24) کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعد قائم ہونے والی خلافت کو دائمی اور قیامت تک نہ منقطع ہونے والی قرار دیا ہے لیکن افسوس کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے جس قدرتِ ثانیہ یا خلافت کے متعلق یہ فرما رہے تھے کہ ’’میں خود اپنے دل کو... ایسا پاتا ہوں کہ جس طرح کسی عظیم الشان فتح کے بعد ایک انشراح اور اطمینان ہوتا ہے‘‘ اسی قدرت کے مظہر ثانی کے انتخاب کے موقع پر اس سے روگردانی کر کے اس کے مقابل پر کھڑے ہو گئے۔الحمد للہ جماعت کی اکثریت خلافت کے دائمی ہونے پر ایمان لاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ بیعت میں آ گئی لیکن ایک چھوٹا سا طبقہ خلافت کا انکار کرنے والوں کے ساتھ ہو گیا لیکن رفتہ رفتہ خلافت کی بجائے انجمن کو جانشین سمجھنے والوں کو بھی اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ وہ غلطی پر تھے اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ’’اور ان کو ان کے پھلوں سے شناخت کرو گے۔‘‘ (ازالہ اوہام۔روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 317) کے مطابق آپ کے حقیقی جانشین کی شناخت ہو گئی تھی چنانچہ انہوں نے تَاللّٰہِ لَقَدۡ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیۡنَا وَ اِنۡ کُنَّا لَخٰطِئِیۡنَ (الہام 13؍اپریل 1906ء) کا اقرار کرتے ہوئے خلافت کی بیعت کے خط لکھ دیئے۔ذیل میں ایسے ہی احباب میں سے بعض کے خطوط بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں:

☆ حضرت احمد جان درزی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف پشاور

’’سیدی حضرت خلیفۃ المسیح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔عاجز نے قریباً 94(1894۔ناقل) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی تھی اور پھر آنحضرت کی وفات پر حضرت نور الدین اعظم خلیفۃ المسیح اول سے بھی بیعت کی تھی مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات ہوئی تو اختلاف واقع ہونے پر خاکسار عملی رنگ میں دونوں فریق سے الگ رہا مگر مسجد احمدیہ پشاور کے تعمیر ہونے پر جب مسجد میں باقاعدہ نماز پڑھنے آنے جانے لگا تو فریقین کے خیالات کے معلوم کرنے اور موازنہ کرنے کا موقع ملا اور یہ معلوم کر کے کہ جناب مولوی محمد علی اور ان کے دوست حضرت مسیح موعود کی نبوت اور رسالت سے ہی منکر ہو گئے اور ان کا ماننا نہ ماننا یکساں جانتے ہیں اور غیر احمدیوں اور احمدیوں میں جو خصوصیات حضرت صاحب نے مقرر کیے تھے، سراسر دور کر دیئے ہیں تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یعنی آپ حضرت محمد رسول اللہ کو شارعِ رسول اور قرآن شریف کو شریعت اور حضرت مسیح موعود کو متبع اور مطیع نبی اور رسول ماننے میں اور احمدیوں کو غیر احمدیوں سے امتیاز اور خصوصیت در بارہ نماز جنازہ وغیرہ قائم رکھنے میں حق پر ہیں۔

پس میں نے اپنا سابقہ عقیدہ حضرت مسیح موعود کے زمانے کا اور حضرت خلیفہ اوّل کے زمانے کا آپ کے موجودہ عقیدہ کے مطابق پایا اور اس بات کو ضروری جان کے کہ کوئی جماعت بغیر امام کے اور بغیر مرکز کے نہیں ہو سکتی اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے، جماعت سے الگ ہونا پسند نہ کیا اور جماعت میں منسلک ہونے کے واسطے میں آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرتا ہوں۔حضور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ گزشتہ کوتاہیاں معاف فرمائے اور آئندہ مجھے اور میری اولاد کو مخلص احمدی بننے کی توفیق دے اور رزقِ حلال کے کمانے میں ہمت اور برکت دے۔والسلام خاکسار احمد جان درزی۔مسجد احمدیہ پشاور‘‘ (روزنامہ الفضل قادیان۔15؍مئی 1922ء، صفحہ 2،کالم3)

☆ حضرت مرزا اشربت علی احمدی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف پشاور

’’سیدی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی!

میں نے حضرت مسیح موعود سے بیعت قریباً 1903ء یا 1904ء میں کی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی 27؍مئی 1908ء کو اور حضور کی خلافت کے وقت میں احباب لاہور کے حصہ میں آیا تھا مگر اب عرصہ کے بعد موقع ملا ہے کہ میں بعد از غور اور تحقیق

خلافت ثانیہ کے زمانہ میں تجدید بیعت خلافت کروں۔ پس حضور سے استدعا ہے کہ میری بیعت تجدید منظور فرما کر دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ بقیہ زندگی میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے، تبلیغ علوم دینیہ اور اشاعتِ امورِ حقہ اور استقامت کی توفیق بخشے اور عاقبتِ محمود ہو۔ والسلام خاکسار مرزا شربت علی احمدی از پشاور۔ 12/اکتوبر 1928ء۔'' (روزنامہ الفضل قادیان۔9/نومبر 1928ء، صفحہ 9)

☆ حضرت میاں غلام رسول درزی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بیعت:1898ء۔وفات:17جولائی 1944ء)

آف گوجرانوالہ

''بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اپنی کسی شامتِ اعمال کے باعث میں ایک غلطی میں مبتلا ہوکر اخبار پیغام لاہور میں اپنی فسخ بیعت کا اعلان کر چکا ہوں لیکن میں اپنے اس کیے پر سخت نادم اور پشیمان ہوں اور اب میں اس گناہ کا اقرار کرتا ہوں۔ ... اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، حضور والا بھی میرے لیے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا فرماوے اور مجھے بدستور بزمرہ مریدین تصور فرمایا جاوے یا نئے سرے میری بیعت منظور فرمائی جاوے۔ ایک روپیہ کے ٹکٹ ارسال حضور والا بطور صدقہ کے ہیں حضور جہاں پسند فرماویں، خرچ کر دیں۔ خاکسار غلام رسول درزی احمدی چوک کلاں (گوجرانوالہ)''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 7/جولائی 1917ء، صفحہ 1)

☆ حضرت ڈاکٹر فیض قادر صاحب کپورتھلہ

''بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھ پر بذریعہ خواب ایسے امور ظاہر ہوئے کہ جس سے میں حضور کو خلیفہ برحق یقین رکھتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ مجھ کو اپنا خادم تصور فرما کر میرا نام سلسلہ مبائعین میں داخل فرمایا جاوے اور میرے لیے استقامت اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی دعا فرمائیں اور جلسۂ مبارکہ پر میں ان شاء اللہ تعالیٰ حاضر خدمت ہوں گا۔ حضور کا ناچیز غلام عاجز (ڈاکٹر) فیض قادر از کپورتھلہ'' (روزنامہ الفضل قادیان۔15/دسمبر 1917ء، صفحہ 1،2)

☆ حضرت عمر خطاب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ خوشاب

''گو اِس عاجز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی جب کہ عمر 16، 17 سال کی تھی، 1905ء کے آخر میں بیعت کی اور اس نور سے مشرف ہوا جو اپنے وقت پر نازل ہوا مگر خلافتِ اوّل کے بعد لاہوری مخالفت نے اس قدر مذبذب کیا کہ خلافتِ ثانی کانٹوں کی طرح دکھائی دینے لگی، اس وجہ سے خلافتِ ثانیہ کی قبولیت میں اجتناب رہا مگر قوی یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور قدرتِ ثانیہ کے نزول پر صراطِ مستقیم دکھلائے گا لہٰذا ایک دن رؤیا میں کیا دیکھتا ہوں۔ ... آخر سمجھ آئی کہ احمدیہ بلڈنگس میں میرا جانا ان بزرگوں کو پسند نہ تھا۔ ...اب میں بفضل خدا معہ اپنے تمام خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی غلامی میں (لاہوری فتنہ سے پناہ لیتا ہوا) داخل ہوگیا ہوں۔ تمام مبائعین اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے اور میرے خاندان کے لیے دعا کی جائے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ایسے فتنوں سے بچا کر صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ خادم المسیح عمر خطاب احمدی سکنہ خوشاب حال ملتان۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔23/دسمبر 1930ء، صفحہ 7)

☆ حضرت غلام قادر شرق صاحب آف بنگلور

(تحریری بیعت 1907ء میں کی لیکن حضرت اقدس کی زیارت نہ کر سکے۔ وفات یکم دسمبر 1969ء بعمر 83 سال۔ مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

"بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مرشدنا و مولانا سیدنا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدمتِ عالی میں گذارش ہے کہ یہ عاجز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے بعد حضرت خلیفہ اوّل جناب مولٰنا نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر بذریعہ خط بیعت سے مشرف ہوا تھا، بعد وفات خلیفہ اوّل اخبار پیغام صلح کے باعث اتنے دن غفلت اور دھوکے میں رہا جس کے باعث اب تک حضور کی بیعت سے مشرف نہ ہو سکا لیکن اب میں غلطی محسوس کر کے خدا تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور حضور کی خدمت بابرکت میں عاجزانہ بیعت کی درخواست کرتا ہوں۔ امید ہے کہ میری غلطی کو حضور بھی معاف فرما کر زمرہ مبائعین میں داخل فرماویں گے اور قبولیتِ بیعت سے مشرف فرما کر اس عاجز گنہگار کے لیے بارگاہ رب العلیٰ میں دعا فرماویں گے۔ فقط خاکسار غلام قادر احمدی بنگلور۔'' (روزنامہ الفضل قادیان۔ 25/دسمبر 1917ء، صفحہ 1، کالم 3)

☆ حضرت رضا محمد خان صاحب اپیل نویس صدر گجرات

''بخدمت جناب حضرت اقدس خلیفہ وقت امام صادق حضرت میاں محمود احمد صاحب دام عنایتکم!

یہ عاجز 1902ء سے حضرت اقدس جناب امام زمان مسیح الموعود نبی اللہ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہے اور عرصہ دو سال ہوا بخدمت حضور والا بتقریب جلسہ سالانہ بمقام قادیان حاضر ہوا تھا اور کچھ تھوڑی دیر تک ملاقات نصیب ہوئی تھی مگر بیعت کی باری نہ آئی اور میں واپس ہو آیا اور جماعت لاہوری کے بھی وعظ کلام بابت اختلاف مسئلہ نبوت سنتا اور تحقیق حق کے لیے کوشاں رہا۔ ...اور آخر الامر عاجز اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ حضرت مسیح موعود حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب سلام علیہ منجملہ ان پاک روحوں کے ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک تابع شریعت موسوی نبی ہوئے ایسا ہی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فیض بابرکت سے حضرت مرزا صاحب بھی تابع شریعت نبی ہوئے ہیں۔ ...

گو میں 1902ء سے حضرت اقدس کی بیعت میں ہوں اور پابند صوم و صلوٰۃ ہوں مگر بعد انتقال آنحضرت حضور والا کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مصمم ارادہ کرتا ہوں۔ اس استقامت کے لیے حضور والا سے امید ہے کہ میرے حق میں دعا خیر فرمائیں۔... خاکسار رضا محمد خان اپیل نویس صدر گجرات۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 16/دسمبر 1920ء، صفحہ 1، 2)

☆ حضرت حافظ عبدالکریم صاحب آف جھاوریاں ضلع شاہ پور

''بحضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار جھاوریاں ضلع شاہ پور کا

باشندہ ہے۔ میں نے پہلے حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی حیات میں بیعت کی تھی۔ ... بیعت کرنے کے بعد دس سال تک میں نے گاؤں کے ساتھ مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس عرصہ میں احمدی رہا لیکن اپنی بدقسمتی سے جب کہ لاہوری پارٹی علیحدہ ہوئی اس وقت میرے خیالات منتشر ہو گئے اور میں نے اخبار الفضل بند کرا دیا اور غیر احمدیوں کے ساتھ مل گیا۔ ... اب 11/جولائی 1921ء کو کیمبل پور ایک کام کے لیے آیا اور وہاں نشست و برخاست احمدیوں کے ساتھ ہوئی۔ ... الحمدللہ کہ جو بے اطمینانی دل میں تھی وہ رفع ہوگئی، اب میں سچے دل سے سابقہ قصور سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کے لیے بموجب دس شرائط بیعت اقرار کرتا ہوں کہ ان پر عمل کروں گا۔ نہایت عاجزی سے استدعا ہے کہ میرے مرتد ہوجانے کا قصور معاف فرماویں اور خاکسار کو اپنے غلاموں میں سے ایک ادنیٰ غلام شمار فرماویں۔ ... بیعت کنندہ خاکسار حافظ عبدالکریم از جھاوریاں ضلع شاہ پور۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 11/اگست 1921ء، صفحہ 2، کالم 3)

☆ حضرت خیرالدین احمدی صاحب آف رائے کوٹ لدھیانہ

''بعالی خدمت حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

بعد از سلام واجب الاحترام گذارش ہے کہ خاکسار حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے جماعت احمدیہ میں داخل ہے، حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی بھی بیعت کی تھی، اس کے بعد جب سے آنحضور خلیفہ ہوئے ہیں اسی وقت سے اعتقاد رکھتا ہے مگر قادیان آ کر بیعت کا اتفاق نہیں ہوسکا لہٰذا بذریعہ عریضہ ہٰذا تحریری بیعت کی استدعا کرتا ہے۔ ان شاء اللہ قادیان میں حاضر ہوں گا۔ خیرالدین احمدی۔ رائے کوٹ لودھیانہ۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 20/فروری 1922ء، صفحہ 2، کالم 3)

خلافت سے علیحدگی کے بعد اِس کی حقانیت اور صداقت کا احساس کرکے واپس آنے والوں کی فہرست میں اور بھی کئی نام ہیں لیکن یہاں صرف انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے زبردست مؤید اور ان کی انجمن کے ممتاز رکن حضرت مولوی غلام حسین صاحب پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بیعت: 1890ء۔ وفات: یکم/فروری 1943ء) نے بھی اپنی فطرتِ نورانی کے باعث چھبیس سال بعد بالآخر خلافت کی بیعت کر لی اور فرمایا:

''... سب سے بڑی دلیل خدا تعالیٰ کی عملی اور فعلی شہادت ہوا کرتی ہے اس لیے میں نے اسی شہادت کو قبول کر کے بیعت اختیار کی۔''

واقعی اللہ تعالیٰ کی بھرپور تائید و نصرت اور اس کی فعلی شہادت نے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کیا اور آئندہ بھی جو خلافت کے مقابل پر آئے گا وہی انجام دیکھے گا جو ان کے پہلوں نے دیکھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اور ایک وادی کو پُر کرتی ہے اور زور سے چلنا چاہتی ہے تو یہ قانون قدرت ہے کہ اس پر ایک قسم کی جھاگ آ جاتی ہے، وہ جھاگ بظاہر ایک غلبہ اور فوقیت رکھتی ہے کہ پانی اس کے نیچے اور وہ اوپر ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس قدر بڑھتی ہے کہ پانی کے اوپر کی سطح کو ڈھانک لیتی ہے لیکن بہت جلد نابود کی جاتی ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی چیز ہے، باقی رہ جاتی ہے۔''

(مکتوباتِ احمدؑ، جلد دوم۔ صفحہ 126۔ مکتوب نمبر 87۔ نیو ایڈیشن)

بقیہ از خلاصہ جاتِ خطباتِ جمعہ مارچ 2022ء

آپؑ فرماتے ہیں کہ کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لیے ہو اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو اس کی حفاظت خود فرشتے کرتے ہیں۔ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے جیسا کہ انہوں نے کہا تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو خواہ ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔

کردو ویب سائٹ کا افتتاح

خطبے کے آخر میں حضورِانور نے کردی زبان کی ویب سائٹ https://www.ahmadiyya-islam.org/krd کے اجرا کا اعلان فرمایا۔ اس ویب سائٹ کے ذریعے کردش زبان جاننے والے قارئین پہلی بار احمدیہ جماعت کے عقائد کو اپنی زبان میں پڑھ سکیں گے۔

عالمی حالات کے بارہ میں دعا کی تحریک

آخر میں حضورِانور نے فرمایا کہ دنیا کے حالات کے بارہ میں دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے اور انسانوں کو عقل دے اور یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والے ہوں۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 8، 16، 22، 29 مارچ 2022ء)

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔ الحمدللہ۔

چندہ عام یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''چندہ عام اور چندہ وصیت کے بجٹ کی ادائیگی ... اور اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ، یہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ... آپ کو ہر ماہ ادا کرنے چاہئیں۔''

(روزنامہ الفضل لندن۔ 22 جنوری 2010ء)

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے کہ جون 2022ء میں مالی اختتام پذیر ہو رہا ہے اس لئے ہم سب کو جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اپنے لازمی چندہ جات (چندہ وصیت، چندہ عام، چندہ جلسہ سالانہ) اپنی اصل آمد کے مطابق ادا کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم بقایا دار ہیں تو اپنا بقایا جلد از جلد ادا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔

آمین

خالد محمود نعیم

نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

عہدِ بیعت کی اصل روح

مکرم مولانا ابو ولید صاحب

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی اس عہد کو توڑے گا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی جان پر پڑے گا۔ اور جو کوئی اس عہد کو جو اس نے خدا سے کیا تھا پورا کرے گا اللہ اس کو اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ (سورۃ الفتح 11:48)

بیعت کر کے وفاداری نہ کرنے والے کو دردناک عذاب ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں جن سے اللہ بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف (شفقت کی نظر سے) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا: ایک وہ شخص جس کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور وہ اس سے مسافروں کو محروم کرتا ہے اور وہ شخص جس نے کسی شخص کی بیعت کی اور صرف دنیا ہی کی خاطر بیعت کی۔ اگر اس نے اس کو جو وہ چاہتا ہے دے دیا تو اس کا وفادار رہا، ورنہ اس نے وفاداری نہ کی اور وہ شخص جس نے عصر کے بعد کسی شخص سے کسی سامان کا بھاؤ کیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اس چیز کا اتنا معاوضہ ملتا تھا اور لینے والا اس چیز کو لے لے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الشھادات، باب الیمین بعد العصر)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام پر آپؐ سے بیعت کی۔ دوسرے دن وہ آیا۔ اسے بخار تھا تو کہنے لگا: مجھے بیعت سے آزاد کر دیں۔ آپؐ نے انکار کیا۔ تین بار ایسا ہی کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو اپنا میل کچیل نکال کر پھینک دیتی ہے۔ اس کا خالص مال کندن ہو جاتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب فضائل المدینہ، باب المدینۃ تنفی الخبث)

اس کا مطلب یہ ہے کہ بیعت کرنے کے بعد جو لوگ وفادار نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ خود انہیں ردی کی طرح نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو اطاعت سے باہر نکلا اور جماعت سے علیحدہ ہوا پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الامارہ، باب وجوب ملازم جماعۃ المسلمین)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الامارہ، باب وجوب ملازم جماعۃ المسلمین۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ جلد 6 صفحہ 2398)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ شخص جو بغیر امام (کی بیعت) کے مر گیا تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند الشامیین، مترجم جلد 7 صفحہ 35، حدیث نمبر 17000)

پھر میرے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وہ شخص جو امامِ وقت کو پہچانے بغیر (یعنی بیعت کے بغیر) مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ جلد 6 صفحہ 2398۔ بحار الانوار۔ جلد 51 صفحہ 160)

یعنی امام الزمان کی بیعت کرنا ضروری ہے ورنہ وہ جہالت اور گمراہی کی موت مرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے۔ اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے۔ سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کر سکتا ہے بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے۔ جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے۔ اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو۔ اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پا کر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔ (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن، جلد 13 صفحہ 498)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں۔ (براہین احمدیہ، حصہ پنجم۔ روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 114)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بیعت کے معنے اپنے آپ کو بیچ دینے کے ہیں اور جب انسان کسی کو دوسرے کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے تو اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا۔ صحابہ کرام نے اپنے نفسوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بیچ کر آپ کی اطاعت کو کہاں تک مدنظر رکھا ہوا تھا، ....

جمعہ کے روز خطبہ ہو رہا تھا اور لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ ابن مسعود ایک صحابی اس وقت مسجد کی گلی میں آ رہے تھے۔ آپؓ کو بھی یہ آواز پہنچ گئی اور جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ میں نے سمجھا کہ خدا معلوم مسجد جانے تک جان ہوگی یا نہ۔ یہ حکم سنا ہے۔ اسی وقت اس کی تعمیل کر لوں۔ (خطباتِ نورؓ صفحہ 171)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بِک جانے کا نام ہے ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ وطن کا

خیال بھی نہ کرنا، سواس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا خیال ان ہی سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے، اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے؟ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی، اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً وکرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔

(تاریخ احمدیت۔جلد3،صفحہ 190)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بیعت کے معنی ہیں بیچنے کے ... اگر تم نے خدا تعالیٰ سے سودا کیا ہوا ہے اور اپنی جان اور مال کو خدا کے لئے دینے کو ہر وقت تیار ہو اور اس کے بدلہ میں ہلاک ہونے والے عذاب سے بچنا اور جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اول ایمان کی درستی کرو۔ دوم اعمال کو درست بناؤ۔ سوم دوسروں کو حق اور صداقت پہنچاؤ۔ اگر کوئی یہ باتیں نہیں کرتا۔ تو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کے انعامات کی امید رکھے۔ پس اے دوستو! سنو! اور بڑے غور سے سنو کہ زمانہ گزر رہا ہے اور موت قریب آ رہی ہے۔... ہم اس بات کا عہد اور پختہ عہد کر لیں کہ ہم اپنی جان اور مال خدا کی راہ میں دینے کو ہر وقت تیار ہیں۔ تاکہ اگر اس وقت جان نکل جائے۔ تو ہم کہہ سکیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی اور پکی بیع کی تھی اور اس پر شرح صدر سے قائم تھے۔ پس اپنے دلوں میں تبدیلی کرو اور فوراً کرو تاکہ خدا تعالیٰ کے حضور انعام پانے کے مستحق ٹھہر سکو۔ ورنہ صرف منہ سے کہہ دینے سے کہ ہم احمدی ہو گئے ہیں کچھ نہیں ملے گا۔ (انوارالعلوم۔جلد 3،صفحہ 441۔ 443)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اگر تم خدا تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اس بات کے خواہش مند ہو کہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں اور اس کی برکتوں اور اس کی حفاظت اور اس کی امان کا ہاتھ تمہارے سروں پر رہے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ایک ہاتھ پر بیعت کر کے جمع ہو جاؤ۔ (خطبات ناصرؒ۔جلد اول،صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بیعت کے ذریعہ آپ حبل اللہ کو پکڑتے ہیں۔

(خطبات طاہرؒ۔ جلد اول،صفحہ 168)

فرمایا: حبل اللہ کیا ہے؟ اس کے متعلق حقیقی اور اصلی تعریف تو یہ ہے کہ حبل اللہ نبی اللہ کو کہتے ہیں کیونکہ آسمان سے کوئی رسی ظاہری طور پر ایسی نظر نہیں آتی اترتی ہوئی جس پر کوئی مومن ہاتھ ڈال لے اور پھر وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگے۔ جو کچھ بھی آسمان سے اترتا ہے وہ انبیاء کے دلوں پر اترتا ہے اور انبیاء ہی حبل اللہ ہوتے ہیں جن کا ہاتھ انسان مضبوطی سے تھام لے تو گویا خدا کا ہاتھ تھام لیا۔ چنانچہ بیعت کا یہی فلسفہ ہے۔ (خطبات طاہرؒ۔جلد 3،صفحہ 585)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بیعت بیچ دینے کا نام ہے۔ یعنی اپنی خواہشات، تمام تر خواہشات اور جذبات کو خدا تعالیٰ کے حکموں پر قربان کرنے اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کا ایک عہد ہے۔ اپنی مرضی کو بالکل ختم کرنے کا نام ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو حاظر ناظر جان کر کیا جاتا ہے اور اگر اس دن پر یقین ہو جو خدا تعالیٰ سے ملنے کا دن ہے، جس دن ہر عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔...

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لیتا رہے۔ آمین

(خطباتِ مسرور۔جلد 8،صفحہ 192۔ 199)

بقیہ از نظام خلافت کے استحکام کے چودہ (14) طریق

11۔ اپنے ماحول میں چوکس رہنا کہ کوئی فرد غیر شعوری طور پر بھی خلافت کی بے ادبی نہ کرے۔

12۔ خلافت کے حق میں زبانی، تقاریر اور لسانی جہاد کرنا۔

13۔ خلافت کی برکات کے متعلق لٹریچر کی تیاری، اخبارات ورسائل، جرائد میں مضامین کی اشاعت، کتب کو عام کرنا۔

14۔ باہمی طور پر متحد اور بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ بن کر رہنا۔ جس کیفیت کو قرآن نے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ قرار دیا ہے اس کے بغیر نہ جماعت مؤمنین کو استحکام نصیب ہوگا نہ خلافت کو جیسا کہ تاریخ خلافتِ راشدہ سے ثابت ہے۔

پس اے احباب وخواتین اور بچو! اس عہد کو حرزِ جان بناؤ اس سے عشق کرو کہ یہ تمہاری زندگی کا راز ہے۔ بقا کی ضمانت ہے۔ یہ ابدالآباد تک تمہاری نسلوں کے لئے آب حیات ہے۔ اسے دیواروں پر نہیں، سینوں پر آویزاں کرو۔ دلوں کو منور کرو دماغوں کو اس سے جلا بخشو۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ آمین

تقریبِ شادی خانہ آبادی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم محمد سلطان ظفر صاحب اور محترمہ امۃ الصبور ملک صاحبہ بریمپٹن ویسٹ کی صاحبزادی محترمہ سلمانہ ظفر صاحبہ کی تقریبِ رخصتانہ بہمراہ مکرم دانیال احمد قریشی صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم محمد توفیق قریشی صاحب ومحترمہ ندرت عظیم قریشی صاحبہ امریکہ 20 رفروری 2022ء کو چاندنی بنکوئٹ ہال بریمپٹن میں منعقد ہوئی۔ امریکہ سے بارات کی آمد کے بعد مکرم عبدالجبار ظفر صاحب لوکل امیر بریمپٹن کی زیرِ صدارت تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مجید احمد صاحب نے کی اور ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم رشید عمر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام محمودؐ کی آمین سے دعائیہ اشعار ترنم سے پیش کئے جن کا انگریزی ترجمہ مکرم اشفاق احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم لوکل امیر صاحب نے دعا کرائی۔ اور مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

دلہن محترمہ سلمانہ ظفر صاحبہ واقفہ نو مکرم ماسٹر محمد عیسیٰ ظفر صاحب مرحوم احمد نگر کی پوتی اور مکرم سلطان محمود ملک صاحب مرحوم ٹرانٹو سنٹرل کی نواسی ہے۔ دلہا مکرم دانیال احمد قریشی صاحب، مکرم محمد لطیف قریشی صاحب مرحوم لندن یوکے، کے پوتے اور مکرم محمد عظیم قریشی صاحب مرحوم امریکہ کے نواسے ہیں۔ احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خاص دعا قبول فرمائے کہ: اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور جانبین کے لئے یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ان کی جوڑی پر ہمیشہ اپنے پیار کی نظریں ڈالتا رہے۔ آمین!

برکاتِ خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیتِ دعا کے چند ایمان افروز واقعات

احمدیہ گزٹ کینیڈا نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ایسے واقعات لکھ کر ادارہ کو بھجوائیں جو افادۂ عام کے لئے ہدیہ قارئین کئے جائیں۔ (ادارہ)

مکرم محمد سرور ظفر صاحب، کینیڈا تحریر کرتے ہیں:

جولائی 2007ء میں خاکسار کو گھر میں ہارٹ اٹیک ہوا جس کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ گھر والے مجھے لاہور کارڈیالوجی ہسپتال لے گئے۔ میری اہلیہ میرے ساتھ تھیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ مجھے چار لڑکوں نے پکڑا ہوا تھا پھر بھی بیڈ سے اچھل اچھل کر گر تے تھے۔ ڈاکٹر ز اپنی کوشش میں مصروفِ عمل تھے۔ کافی دیر اور کافی کوشش کے بعد ڈاکٹروں نے مجھے جواب دے دیا کہ ہمارے جو اختیار میں تھا وہ ہم نے کر لیا ہے اب دعا کریں کہ یہ بچ جائیں۔ تب میری اہلیہ بتاتی ہیں کہ میں نے فوری لندن میں مقیم اپنے دیور مبشر احمد صاحب کو فون ملایا اور اطلاع دی کہ آپ کے بھائی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کر کے صورت حال بتا کر دعا کی درخواست کریں۔ مبشر کے بتانے کے مطابق اسی وقت حضور انور سے ملاقات ہو گئی اور ساری صورت حال بتا کر جب دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے ہاتھ اٹھائے اور یہ الفاظ فرمائے کہ آئیں! دعا کر لیتے ہیں۔ مبشر صاحب کے بتانے وقت کے مطابق اس وقت پاکستان میں دوپہر کے ساڑھے بارہ بجے تھے جب حضور انور کے ہاتھ اٹھے تھے اور مجھے ہسپتال میں ہوش آیا تھا۔ میری اہلیہ نے ڈاکٹروں کو بتایا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یہ ایک معجزہ ہو گیا ہے۔ ان کو کیا معلوم کہ احمدیت کا ایک خلیفہ ہے جس کی دل میں ہر احمدی کے لئے محبت ہے اور کتنا پیار کرتا ہے اور جو سب کے لئے دعائیں کرتا ہے۔

خلافتِ احمدیت زندہ باد

محترمہ عابدہ سرور صاحبہ، کیلگری تحریر کرتی ہیں:

☆ پہلا واقعہ ماہ اگست 2009ء کا ہے۔ میری طبیعت بہت خراب رہنے لگی تو ڈاکٹر سے رجوع کیا اس نے میرے کچھ ٹیسٹ کرائے۔ رپورٹس آنے پر معلوم ہوا کہ مجھے ہیپاٹائٹس بی ہے۔ میرا علاج شروع ہو گیا۔ ایک ہفتہ میں اس بیماری سے متعلقہ تین بار انجکشن لگتا تھا۔ جس کی وجہ سے میرا جسم بیجان اور بے ہمت ہو جاتا تھا۔ میں سارا دن لیٹی رہتی تھی۔ ایک دن میرے دل میں کچھ خیال آیا اور میں نے ہمت کر کے کاغذ قلم پکڑا۔ اور اپنے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھنا شروع کر دیا۔ جس میں میں نے اپنی بیماری سے متعلق تفصیل سے لکھا اور صحت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ خط لکھنے کے تین دن بعد مجھے ایک خواب آیا کہ میرے حضور میرے پاس ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ یہ لو عابدہ میں نے دعا کر دی ہے۔ اب تجھے جلدی آرام آ جائے گا ان شاء اللہ۔ اس کے بعد جب بھی میرا ٹیسٹ ہوتا تو رپورٹ پہلے سے بہتر ہوتی اور میرا ڈاکٹر بھی بہت حیران تھا کہ میں نے آج تک اتنی تیزی سے ریکوری ہوتے نہیں دیکھی۔ اس پر میرے خاوند نے ڈاکٹر کو بتایا کہ اس کے پیچھے بہت دعائیں ہیں۔

میرا یہ یقین ہے کہ یہ صرف اور صرف خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میں جلد صحت یاب ہو گئی۔

☆ دوسرا واقعہ اکتوبر 2017ء کا ہے۔ لاہور کی مجلس بیت الکریم کے ایک حلقہ جوہر ٹاؤن میں مجھے بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ خدمت کی توفیق ملی تھی۔ تحریکِ جدید کا آخری ماہ چل رہا تھا اور ابھی تک جو ٹارگٹ ملا تھا اس کا پورا ہونا باقی تھا۔ جس کے لئے ہر ممبر سے اضافی چندہ لینے کے لئے رابطہ کیا جا رہا تھا۔ میرے پاس بھی ایک پرائز بانڈ تھا جو کافی عرصہ سے لیا ہوا تھا۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بارہ میں دعا کرنی شروع کر دی کہ اے میرے اللہ میرا یہ پرائز بانڈ نکل آئے گا تو میں ساری رقم تحریکِ جدید میں دے دوں گی۔ اس کی قرعہ اندازی پندرہ اکتوبر کو ہونی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا قبول کی اور بیس ہزار رقم کا پرائز بانڈ نکل آیا اور میں نے الحمدللہ ساری رقم تحریکِ جدید میں ادا کر دی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی برکات، فضلوں اور انعاموں کا وارث بنائے اور خلیفۃ المسیح کے ہر حکم کی کامل اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترمہ بشریٰ نذیر آفتاب صاحبہ

محترمہ بشریٰ نذیر آفتاب صاحبہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کی محنتی اور مخلص رضاکار، بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ مرکوز کرنے والی لجنہ اماء اللہ سیسکاٹون کی ریجنل صدر ہیں۔ انہیں لکھنے پڑھنے کا شوق ہے۔ ادارہ کی تحریک پر انہوں نے حضور انور کی قبولیتِ دعا کا درج ذیل ایمان افروز واقع سپردِ قلم کیا ہے۔

☆ خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور میں قبولیتِ دعا کے بہت سے واقعات ہیں جن کا مشاہدہ میں اور میری فیملی آئے روز کرتے رہتے ہیں۔ ان میں ایک واقعہ کا مختصراً ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے نہ صرف میری بیٹی کو نئی زندگی ملی بلکہ ہمارا ایمان اور یقین اس بات پر اور بھی زیادہ مستحکم ہوا کہ خلافت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے، خلافت ایک ڈھال ہے اور خلافت خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتا ہے۔ قبولیتِ دعا کے اس واقعہ کے شیریں ثمرات سے نہ صرف میں بلکہ میرا پورا خاندان آج تک لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

28 /جون 2006ء کو سیسکاٹون میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایک چاند سی بیٹی نورین انور سے نوازا۔ دیکھنے میں یہ بچی ماشاء اللہ صحت مند اور توانا نظر آتی تھی۔ بچی کی پیدائش کے دو ہفتے کے بعد جب بچوں کے ڈاکٹر کے پاس معمول کے مطابق چیک اپ کے لئے لے کر گئے تو ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ بچی کی دل کی دھڑکن بے قاعدہ ہے اور نبض بھی بہت کمزور ہے۔ اسے ہم ماہر امراضِ قلب کے پاس بھیج رہے ہیں۔ ماہر امراضِ قلب نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ ہم اگلے دو ماہ تک اس پر نظر رکھیں گے اگر یہی صورت حال رہی تو ہمیں اس کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ یہ خبر ہم

دونوں میاں بیوی کے لئے یقیناً بڑی ہی تکلیف اور دکھ کا باعث تھی۔

میں نے اپنی ننھی منی بچی کو گود میں اٹھایا، پھر سینے سے لگایا، خوب پیار کیا اور انتہائی کرب اور تضرع سے شافی مطلق خدا سے اس کی صحت والی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ہچکی بندھ گئی۔ گھر پہنچتے ہی صدقہ دیا اور اپنے پیارے آقا سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں بچی کی تکلیف اور اس کے بارہ میں ڈاکٹروں کی رائے کا تفصیل سے ذکر کیا اور اس کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعا کا خط لکھا۔ اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ مجھے ہمارے گھر کے باقی افراد کو جماعت احمدیہ کی طرح اس بات پر کامل یقین تھا اور ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں سب سے زیادہ قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی بتائی ہوئی تاریخ پر جب ہم اس بچی کو معائنہ کے لئے لے کر گئے۔ انہوں نے آپریشن ہی کا مشورہ دیا تھا اور ساتھ ہی کہا کہ اگلے ہفتے پھر چیک اپ کے لئے لے کر آئیں۔ اس دوران میرے والد محترم نذیر احمد خادم صاحب بڑی باقاعدگی سے پیارے آقا کو بچی کی صحت سے مطلع کرتے رہے اور ڈاکٹروں کی تمام ہدایات کا بھی ذکر کرتے رہے۔ آپریشن کی تاریخ طے کرنے سے قبل جب ہم بچی کو ہسپتال لے کر گئے تو وہی ڈاکٹر صاحب بچی کے چیک اپ کے دوران چہرے پر حیرانی اور خوشی کے ملے جلے آثار لئے ہماری طرف دیکھنے لگے۔ اور پھر بڑے اطمینان سے ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اس صورت حال میں اتنی جلدی بہتری آئی ہے جس کی ہمیں کوئی امید نہ تھی اور ایسا بہت ہی کم دیکھنے میں آیا ہے اور پھر کہنے لگے کہ یہ تو ہمیں ایک معجزہ لگتا ہے۔ اور ہمیں ہدایت دی کہ بچی کو ہر تین ماہ کے بعد معائنہ کے لئے لاتے رہیں مگر اب اس کے دل کے آپریشن کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ہماری جان میں جان آئی۔ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ!

یہ ہیں خلافت کی وہ برکات جن سے ہم سب مستفیض ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کے ہم سب عینی گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری اس بیٹی کی عمر اب چودہ سال ہے اور نویں کلاس میں پڑھتی ہے۔ ماشاء اللہ صحت مند اور اپنی پڑھائی لکھائی میں لائق فائق اور ہونہار بچی ہے۔ ناصرات الاحمدیہ کے تمام پروگراموں میں خوب ذوق و شوق سے حصہ لیتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات بھی کر چکی ہے۔

اعلیٰ تربیت کا نمونہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سارے بچے اپنے تمام امور میں اپنے پیارے آقا سے مشورہ لیتے اور پھر حضور انور ہی کے مشوروں کی روشنی میں لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔ حضور انور کی خدمتِ اقدس میں باقاعدگی سے خطوط لکھتے ہیں اور آپ سے محبت بھری دعائیں لیتے ہیں۔

ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ آج ساری ترقیات اور کامیابیاں خلافت کی اطاعت اور خلیفہ وقت سے سچی محبت سے ہی وابستہ ہیں۔ میں جب بھی اپنے اور اپنے خاندان پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور خلافت کی برکات کی موسلا دھار بارش کو برستے ہوئے دیکھتی ہوں تو بے اختیار زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر جاری ہو جاتا ہے۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار!

آخر پر اپنے رب رحمان و منان سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو قیامت تک خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رکھے تا کہ ہم اور ہماری نسلیں خلافتِ احمدیہ حقہ کی برکات و ثمرات سے ہمیشہ فیض یاب ہوتے چلے جائیں۔ آمین ثم آمین!

احمدیہ گزٹ کینیڈا کے قارئین کرام سے
ایک ضروری گزارش

☆ کیا آپ احمدیہ گزٹ کینیڈا ویب سائٹ
www.ahmadiyyagazette.ca
پر پڑھنا زیادہ پسند کرتے ہیں؟
اگر آپ چاہتے ہیں کہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کی شائع کردہ ماہانہ کاپی بذریعہ ڈاک بھجوانا بند کر دی جائے تو مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ایک فارم کو مکمل کر دیں۔
http://www.ahmadiyyagazettecanada.ca/cancel

☆ کیا آپ کے ہاں مختلف ناموں سے احمدیہ گزٹ کینیڈا بذریعہ ڈاک موصول ہو رہے ہیں؟ تو براہ کرم انہیں بند کروانے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ایک فارم کو مکمل کر دیں۔
http://www.ahmadiyyagazettecanada.ca/cancel

☆ کیا آپ کا پتہ تبدیل ہو گیا ہے؟
اگر ایسا ہے تو براہ کرم اپنے تازہ ترین پتہ سے درج ذیل ای میل پر جلد از جلد مطلع فرمائیں tajnid@ahmadiyya.ca

خلافتِ احمدیہ کے ساتھ عہد وفا

محترمہ سعدیہ تسنیم سحر صاحبہ

مقصودِ زندگی ہو اطاعت خدا کرے
حاصل رہے سدا یہ سعادت خدا کرے

اخلاص اور وفا میں بڑھائیں قدم ہمیش
ٹوٹے کبھی ہماری نہ ہمت خدا کرے

ہم اور ہماری نسل بھی تجھ سے جڑی رہے
محبوب ہو تمہاری، خلافت، خدا کرے

تسلیم نے کریں ترے معروف فیصلے
صادر نہ ہو کبھی یہ شقاوت خدا کرے

مطلوب و مدعا ہو رضائے خدا ہمیش
مقبول ہو ہماری یہ چاہت خدا کرے

تجدید عہد روز کریں ہم خدا کے ساتھ
وعدوں میں ہو ہمارے صداقت خدا کرے

کبر و غرور و بدظنی کے بت شکن بنیں
توفیق سے ملے یہ مہارت، خدا کرے

بیعت کا عہد تا دمِ آخر نبھائیں ہم
قائم رہے یہ عقدِ اخوت خدا کرے

تبلیغِ دین مصطفیٰ مدنظر رہے
مولا کرے قبول یہ خدمت خدا کرے

فعال زندگی ملے، منصور تو رہے
پیارے! تیرے ہر ایک کام میں برکت خدا کرے

ہستی پہ اپنی ایسی فنا آئے جس طرح
غسال کے ہو ہاتھ میں میت خدا کرے

بدتر بنیں ہر ایک سے اپنے خیال میں
بھولیں کبھی نہ ہم یہ نصیحت خدا کرے

اطاعتِ امام میں معروف کی شرط کا مطلب اور حکمت

مکرم ڈاکٹر ایچ۔ایم۔طارق صاحب

اطاعت کامیابی کا راز

کسی بھی نظام کی کامیابی کا راز اس بات میں مضمر ہوتا ہے کہ اس میں شامل افراد کتنے جذبہ اخلاص واطاعت اور تعاون سے اس میں شامل ہوتے ہیں۔دنیا میں چھوٹے خاندانی یونٹ سے لے کر شہری اور ملکی سطح تک جس طرح یہ اصول کارفرما نظر آتا ہے۔اسی طرح دینی یا دنیوی نظام میں بھی یہ کارگر ہے۔اسی لیے مومنوں کو احکام الٰہی میں جس امر کی طرف سب سے بڑھ کر توجہ دلائی گئی وہ ’’اطاعت‘‘ ہے۔دینی اور دنیوی حکام کی کامل اطاعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوا لامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ (سورۃ النساء 60:4)

معروف کی تعیین امام کا حق

اس آیت میں واضح فرما دیا کہ اگر حکم کی اطاعت میں کوئی تنازعہ ہو کہ مثلاً وہ معروف ہے یا نہیں، اس کا آخری فیصلہ بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کی روشنی میں ہوگا۔

سورۃ الممتحنہ میں اس زمانے کی ضرورت کے مطابق مومن عورتوں کی شرائط بیعت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی تو ان کی بیعت قبول کرلو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ الممتحنہ 13:60)

اس جگہ شرک، چوری، زنا، بہتان تراشی وغیرہ منکر امور سے بچنے کے ساتھ معروف احکام کے ساتھ نافرمانی نہ کرنے کا بھی حکم ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان سب ’’منکر‘‘ گناہوں کو چھوڑنے کا عہد عورتیں کریں۔صرف وہی کافی نہیں بلکہ امام کی معروف باتوں کو ماننا بھی بیعت کا حصہ ہے۔اور معروف باتوں میں اللہ اور رسول کے وہ تمام دینی احکام ہیں جو انسان کی بھلائی کے لیے دیئے ہیں۔اور عرفاً بھی کوئی ان کو منکر نہیں کہہ سکتا۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 19 ستمبر 2003ء میں فرماتے ہیں کہ:

’’غیر معروف وہ ہے جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔14 نومبر 2003ء، صفحہ 5)

رسول کریم ﷺ نے بھی معروف احکام کی اطاعت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مسلمان پر بات سننا اور ماننا فرض ہے خواہ اسے کوئی حکم اچھا لگے یا برا لگے سوائے اس کے کہ وہ ایسی بات کا حکم ہو جس میں خدا اور رسول کے کسی حکم یا کسی افسر کے حکم کی نافرمانی لازم آتی ہو۔اگر وہ ایسی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر اس میں ان کی اطاعت فرض نہیں۔

(صحیح بخاری۔کتاب الاحکام، باب السمع والطاعۃ الامام)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے۔اطاعت (کا حکم) تو صرف معروف میں ہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب المغازی، باب سریہ عبد اللہ بن حذافہ روایت نمبر 4340)

اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ معروف حکم کی اطاعت کی شرط خالق اور مخلوق کے فرق کی خاطر ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت غیر مشروط ہے جب کہ بندوں کی اطاعت کے لیے یہ اصولی ارشاد ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ

(مسند احمد بن حنبل۔جلد اول صفحہ 131)

کہ مخلوق کی اطاعت خالق کی معصیت کر کے نہیں کی جاسکتی۔

معروف حکم کی اطاعت کی شرط سے ہرگز یہ مقصود نہیں کہ معاذ اللہ نبی یا خلیفہ غیر معروف حکم بھی دے سکتے ہیں کیونکہ تاریخ انبیاء میں آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔کیونکہ وہ خدا ہی ہے جس نے انبیاء وخلفاء کو اس مقدس منصب پر فائز فرمایا ہے وہ انہیں اس کی اجازت بھی کیسے دے سکتا ہے جو اس بات پر قادر ہے کہ ان کے ایسے کسی غیر معروف حکم سے پہلے انہیں اپنے پاس بلالے۔

دوسرے معروف اطاعت میں مومنوں کو یہ تحریک کرنی بھی مقصود ہے کہ منکر باتوں کو چھوڑنے کے ساتھ دراصل امام کی سب معروف باتوں کو ماننا بیعت کے تقاضے پورے کرنا ہے۔

عربی لغت میں معروف ہر اس قول یا فعل کا نام ہے جس کی خوبی عقل یا شریعت سے ثابت ہے اور منکر ہر اس بات کو کہا جائے گا جو عقل وشریعت کی رو سے بری ہو۔ (مفرداتِ امام راغب)

غیر معروف حکم کی مثال

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ فوج بھیجا اور انصار میں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور آپ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی فرمانبرداری کریں۔ایک دفعہ وہ (انصاری امیر) ناراض ہوا اور کہنے لگا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں دیا کہ تم نے میری فرمانبرداری کرنی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، بے شک دیا ہے۔تب اس نے کہا: میرے لیے جلانے کی لکڑیاں اکٹھی کرو۔انہوں نے اکٹھی کیں۔پھر اس نے کہا: آگ جلاؤ اور انہوں نے آگ جلائی۔پھر کہا: اس میں داخل ہو جاؤ۔انہوں نے ارادہ کیا مگر وہ ایک دوسرے کو روکنے لگے اور کہنے لگے: ہم آگ سے بھاگ کر نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔(کہ قیامت کے دن آگ سے بچیں۔) خیر وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور انصاری امیر کا غصہ بھی فرو ہو گیا۔یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔آپؐ نے فرمایا: اگر اس میں داخل ہوتے تو قیامت تک نہ نکلتے؛ اور (فرمایا:) اطاعت تو معروف بات میں ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب المغازی، باب سریۃ عبد اللہ بن حذافہ

السہمی وعلقمۃ بن مجزز المدلجی)

اس مثال سے صاف ظاہر ہے کہ غیر معروف حکم وہ ہوگا جو واضح طور پر اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اپنے آپ کو خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔

(سورۃ البقرۃ 2:196)

اس کے خلاف اگر امیر حکم دیتا ہے کہ بے مقصد آگ میں کود کر ہلاک ہو جاؤ تو یہ جائز نہیں۔ خصوصاً جب کہ خودکشی، اسلام میں حرام ہے اور نبی یا خلیفہ کبھی ایسا حکم نہیں دیتا۔ ماسوا ان احکام کے جو انسان کے جسمانی اور اخلاقی و روحانی فائدہ کے لیے ہوتے ہیں نہ کہ نقصان دہ۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ الاعراف 7:158) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں۔ اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے۔ اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں۔ اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہو سکتی تھیں۔

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم۔ روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 420)

ارشاداتِ خلفائے سلسلہ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ کی معروف اطاعت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم ﷺ کے لئے بھی آیا ہے۔ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ۔ اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سر ہے۔ میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔ میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا۔ تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے۔''

(خطباتِ نورؓ صفحہ 420-421)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے متعلق بعض منافقین نے یہ سوال اٹھاتے ہوئے کہا تھا کہ آپؑ کے صرف اس حکم کو ماننا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہو۔ باقی امور میں صرف معروف کی اطاعت لازم ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اگر رسول کے ہر ایک حکم کی اطاعت کرنا ضروری نہیں تو خدا تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

(سورۃ النساء 4:65) اگر رسول کے (صرف) اس حکم کو ماننا تھا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے آئے تو یوں کہنا چاہئے تھا کہ ہم جو حکم دیتے ہیں اس لئے دیتے ہیں کہ لوگ (صرف) اس کو مانیں۔ رسول کی اطاعت پر زور دینا ثابت کرتا ہے کہ یہ اطاعت اس اطاعت کے علاوہ ہے جو رسولوں کے الہامات میں ہوتی ہے۔ یہاں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اس سے رسول کے احکام کی اطاعت مراد ہے۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو اس بات سے بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ یہ ایک سخت گستاخی کا کلمہ ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اور باتیں جانے دو تم لوگوں نے کم از کم یہ تو بیعت میں اقرار کیا ہوا ہے کہ امر بالمعروف کی اطاعت کریں گے۔ اب دو ہی باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر ایک حکم معروف ہے۔ دوسرے یہ کہ نہیں۔ اگر نہیں، تو ماننا پڑے گا کہ خدا نے ایسا مسیح موعود بھیجا ہے جس کو امر بالمعروف کا بھی پتہ نہیں ... یہ ناممکن ہے کہ نبی امر بالمعروف کے خلاف کوئی بات کہے۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 4، صفحہ 410)

اسی طرح حضورؓ نے فرمایا:

''اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرے کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے، اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 18، صفحہ 367)

یہی مضمون بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے پرے نہیں ہٹتا تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر ہوتا ہے، وہ بھی اسی تعلیم کو، انہیں احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچائے اور اس زمانے میں آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے۔ تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہوا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے رہے ہیں اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔''

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں، صفحہ 172، ایڈیشن 2007ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دسویں شرط بیعت میں طاعت در معروف کے الفاظ کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس نظام میں شامل ہو کر ایک بھائی چارے کا رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو۔ ... یہاں برابری کا تعلق اور رشتہ قائم نہیں ہو رہا بلکہ تم اقرار کر رہے ہو ... اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اسلام کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے، پھیلانے کے لئے رشتہ جوڑ رہے ہیں۔ اس لئے یہ تعلق اس اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہو سکتا ہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھر اس عہد کو مرتے دم تک نبھاؤ۔ اور پھر یہ خیال بھی رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے۔ بلکہ اس میں ہر روز پہلے سے بڑھ کر مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیاوی رشتے، تعلق، دوستیاں ہیچ ثابت ہوں، ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ اس کے مقابل پر تمام تعلق اور رشتے بے مقصد نظر آئیں۔... رشتہ داریوں میں کبھی کچھ لو اور کچھ دو کبھی مانو اور کبھی منواؤ کا اصول بھی چل جاتا ہے۔ تو یہاں یہ واضح ہو کہ تمہارا یہ تعلق غلامانہ اور خادمانہ تعلق بھی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔ تم نے یہ اطاعت بغیر چون وچراں کئے کرنی ہے۔''

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں، صفحہ 168، ایڈیشن 2007ء)

پھر حضور خطبہ جمعہ مورخہ 21 مئی 2004ء میں فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ ... پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے اپنی عاقبت خراب نہ کر لے پس دعائیں کرتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 4 جون 2004ء، صفحہ 9)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلیفۂ وقت کے تمام فیصلوں کو اسی طرح سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ آمین!

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

مکرم م۔م۔محمود صاحب

ہے اوّل نشانِ الٰہی رسالت
تو دوجی خدا کی خلافت ہے قدرت
قیامِ شریعت یا توحید و وحدت
ہے وابستہ اب بس بدستِ خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

یہ ہے سنت اللہ خدا کی ہے عادت
وہ لاتا خلافت ہے بعد از نبوت
دکھاتا ہے پھر وہ یہ فعلی شہادت
ندائے خدا ہے صدائے خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

رسولِ خدا نے خلافت کی بابت
بتایا رہے گی یہ اب تا قیامت
ہے حاصل اسے حق کی تائید و نصرت
کہ حبلِ خدا ہے نظامِ خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

نہ کثرت نہ سطوت سیادت نہ عزت
نہ دولت نہ ثروت حکومت نہ حشمت
حصولِ فلاح اور بقا کی ضمانت
مسیح الزماں کی یہ سچی خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

خدا کا ہے وعدہ کرے گا حفاظت
بدی کا ارادہ بری ہر جسارت
کرے گا وہ غارت پڑے گی اکارت
ہے قدوس رب کی یہ اپنی خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

حسد حاسدوں کا عدو کی عداوت
نہ کم کر سکے گی ذرا بھی ارادت
سدا بد سگالوں کو ہو گی خجالت
رہے گی ہمیشہ ہی فائز خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

بتاؤں میں کیسے اس الفت کی لذت
غلاموں کی آقا سے اپنے محبت
اور آقا کی اپنے غلاموں سے چاہت
نہیں دو، وجود اِک جماعت خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

ملال اور دکھو ں میں اک احساسِ فرحت
ہے جاں کا سکوں اور دلوں کی یہ راحت
سراسر مودّت مجسم ہی شفقت
خلافت محبت ، محبت خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

خدایا ترا شکر عطا کی یہ نعمت
دعا ہے نہ سرزد ہو ہم سے حماقت
ہنسیں جس پہ بد خواہ ہو وجہِ شماتت
بنیں ہم سکوں اور قرار خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

نہیں اور کوئی تمنا نہ حاجت
فغاں ، آہ و زاری یہ نالے یہ رقت
ہر اک میرا سجدہ مری ہر عبادت
برائے خلافت برائے خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

ہیں جب تک یہ سانسیں نبھاؤں گا بیعت
زباں و عمل سے کروں گا اطاعت
نہ چھوڑوں گا دامن کسی بھی میں ساعت
یہ کرتا ہے پیماں غلامِ خلافت

خدا کی رضا ہے رضائے خلافت

نورِ استخلاف

(مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید)

رحمتِ حق نے پلایا ہے یوں جامِ زندگی
کہ بندھا اپنا خلافت سے نظامِ زندگی
رشک ہے شمس و قمر کو نورِ استخلاف پر
ابلیس کے چیلوں پہ ہے تاریک شامِ زندگی

(مہدی دوراں کا خادم نام بھی مہدی ترا، صفحہ 118)

برکاتِ خلافت

نمائندہ خصوصی: مکرم محمد اکرم یوسف صاحب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جنوری کے آخری ہفتہ میں جماعت احمدیہ کینیڈا نے موجودہ حالات میں اجتماعات پر پابندیوں کے ساتھ محتاط انداز میں جدید تکنیکی سہولتوں کی مدد سے Webinar کے ذریعہ برکاتِ خلافت کے موضوع پر انگریزی، اردو اور فرنچ میں دلچسپ پروگرام ترتیب دیئے۔ اِن تینوں مذاکروں کی صدارت محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔

سب سے پہلے انگریزی میں 23 رجنوری 2022ء کو برطانیہ سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرامنگ ڈائریکٹر مکرم آصف باسط محمود صاحب مربی سلسلہ نے شرکت کی۔ آپ نے تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ 1908ء سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ خلافت کا دستِ شفقت ہر آڑے اور کڑے وقت میں نہ صرف احمدیوں کا محافظ بنا بلکہ دنیا بھر میں ترقیات کی منازل کے دروازے کھولنے کا موجب ہوا۔

اس موقع پر کینیڈا کے نوجوان مربی سلسلہ مکرم عمیر احمد خاں صاحب نے کینیڈا میں تعلیم کے دوران اپنے غیر احمدی دوستوں کے ساتھ دلچسپ گفتگو کا ذکر کیا۔ اسلام اور احمدیت کی بڑھتی ہوئی کامیابیوں اور نئی مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کے بارہ میں اُن کے تجسس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سب کچھ خلافت سے بے پناہ محبت اور اطاعت کے اعلیٰ معیار کا عملی نمونہ پیش کرنے سے ممکن ہے۔

اس مذاکرہ میں یہاں مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے شرکت کی۔ اس مذاکرہ کی میزبانی کے فرائض مکرم صفوان چوہدری صاحب نے ادا کئے۔

دوسری مرتبہ اردو میں یہی پروگرام 30 رجنوری 2022ء کو ہوا۔ برطانیہ سے مکرم مولانا عبدالغنی جہانگیر صاحب مربی سلسلہ نے شرکت کی اور ان کے ساتھ مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا شامل ہوئے۔ میزبانی کے فرائض مکرم احمد صفی اللہ راجپوت نے ادا کئے۔

تیسری مرتبہ یہ پروگرام فرنچ میں 6 رفروری 2022ء کو ہوا۔ جس میں مکرم مولانا عبدالرشید صاحب انور صاحب اور مکرم نبیل احمد مرزا صاحب مربی سلسلہ شریک ہوئے اور میزبانی کے فرائض مکرم ساجد مسلن صاحب نے ادا کئے۔

پہلی بار ایسا ہوا کہ کینیڈا اور برطانیہ کی جماعتوں کے مربیانِ سلسلہ نے ایک ساتھ موضوع کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی اور ہر پہلو سے کئے جانے والے سوالات کے تفصیلی جوابات دیئے۔

اردو میں یہ پروگرام 30 رجنوری کو بروز اتوار بعد دوپہر تین بجے منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز مکرم باسل محمود بٹ صاحب مربی سلسلہ نے قرآن کریم کی سورۃ النور کی چند آیات کی تلاوت کی اوران کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ مکرم توفیق احمد صاحب نے مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب کے چند اشعار سنائے۔

وصل خدا کے واسطے زینہ یہی تو ہے

پروگرام کا تعارف

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے برکات خلافت کے بارہ میں پروگرام کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ کچھ عرصہ سے ایک منظّم سازش کے تحت جماعت احمدیہ مسلمہ کو خلیفۂ وقت سے الگ کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک معصوم بچے کو اس کی محبت بھری ماں کی گود سے جدا کیا جائے۔ حالیہ دنوں میں سوشل میڈیا نے خلافت احمدیہ کے خلاف جو طوفانِ بدتمیزی روا رکھی ہے اور بعض نوجوانوں کے ناپختہ ذہنوں میں سوالات، شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس کی وضاحت اور سدباب کے لئے برکاتِ خلافت کا یہ پروگرام منعقد کیا جارہاہے۔ آپ نے واضح کیا کہ کچھ معاملات ابھی عدالت میں زیرِ سماعت ہیں لہٰذا ان پر بحث کے علاوہ تمام موضوعات پر سوالات کا اِس مجلس میں جواب دیا جائے گا۔

مرکزی مہمان کا خطاب

مکرم مولانا عبدالغنی جہانگیر صاحب مربی سلسلہ نے اپنے خطاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 29 مئی 2015ء کے ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ سے چند اقتباسات پیش کئے۔ آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تم میں نبوت قائم رہے گی۔ جس کے بعد خلافت قائم ہوگی جو خلافت راشدہ اور خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کہلاتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو خاتم الخلفاء مانتی ہے اور اِس جاری خلافت سے وابستہ ہے۔ احادیث نبویہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان کو ثریا سے زمین پر لانا تھا لیکن اِن تعلیمات کو تا قیامت جاری رکھنے کا کام نظام خلافت کے سپرد کرنا تھا لہٰذا دوسری قدرت کو رائج کرنا بھی ضروری تھا۔ ہم احمدی اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں دینی ترقی خلافت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی اور جب بھی منکرین خلافت نے اِس الٰہی نظام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے انہیں منہ کی کھانی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے نئی شان سے پورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے نظارے روزانہ دیکھنے میں آتے ہیں اور جماعت احمدیہ کو اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو دکھانے کا ایک اور موقع مل جاتا ہے۔ یہ وہ فضائل اور انعامات ہیں جو خدا تعالیٰ ہماری جماعت پر شب وروز نازل کرتا رہتا ہے۔ یہی دوسری قدرت کے نظارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کے ذریعہ خوف کو امن میں بدل دینے کا وعدہ کیا ہے۔

لیکن اس کے لئے چند شرائط وابستہ کی ہیں۔ خلافت سے وابستگی اس کی ایک کڑی ہے۔ مکرم مولانا جہانگیر صاحب نے واضح کیا کہ علیحدہ ہونے والوں کا انجام سب کے سامنے ہے۔ جماعت احمدیہ کی کامیابی خلافت سے وابستگی کے نتیجہ میں ہے۔

ایم ٹی اے ویڈیو کلپس

آپ کی تقریر کے بعد پونے چار بجے خلافت کی اہمیت مقام خلافت کے بارہ میں ایم ٹی اے ویڈیو کلپس دکھائے گئے۔

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب کا خطاب

ان ویڈیو کلپس کے بعد مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت کینیڈا نے خلافت کے ساتھ ذاتی تعلق کے موضوع پر نہایت لطیف پیرایہ میں مختصر خطاب کیا۔ آپ نے بتایا کہ 27 مئی 2008ء کو خلافت احمدیہ کے سوسال مکمل ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عالمی سطح پر ایک عظیم الشان خطاب میں فرمایا کہ اِن تقریبات کا مقصد قرآن کریم

کی تعلیمات کے مطابق محض اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ہے۔

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (سورة الضحیٰ 12:93)

خلافت احمدیہ کے صد سالہ جشن کے اس تاریخی موقع پر جماعت احمدیہ کا ہر فرد خلافت کی اس نعمت کا شکر گزار ہے اور گزشتہ سو سال سے خدا تعالیٰ کے فضائل اور برکات کے انعام پا رہا ہے۔ جب کہ باقی تمام امتِ مسلمہ اِس نعمت سے محروم ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا ایک عظیم الشان سلسلہ ہے جو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آپ نے بتایا کہ قرآن کریم کی آیتِ استخلاف کی تلاوت کی گئی ہے ان میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے اور یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ اِس الٰہی نظام میں پیدا ہونے والے ہر خوف کو امن اور سلامتی میں بدل دیا جائے گا۔

حضور انور نے اِس نقطہ کو دو حصوں میں بیان فرمایا ہے۔ پہلے حصہ میں خدا تعالیٰ ساری جماعت کے خوف کو امن میں بدلنے کی خوشخبری دیتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے موقع پر جب کہ تمام مسلم امہ صدمہ اور خوف کی حالت میں تھی اور اسلام کو اندرونی اور بیرونی خطرات کا سامنا تھا اور عالم اسلام قیادت اور منزل کی تلاش میں سرگرداں تھے، اور دشمنانِ اسلام خوشیاں منا رہے تھے۔ ان کے خیال میں اسلام کا زوال شروع ہو چکا تھا۔ اِن حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جاہ وجلال اور عظمت کا رعب دکھاتے ہوئے خلافت کا نظام رائج کیا۔

ایسا ایک بار نہیں بلکہ بار بار ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی وفات کے موقع پر ایسے حالات پیدا ہوئے، ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا اندوہناک صدمہ و غم اور دوسری طرف منافقین اور فریب کاروں کا گروہ احمدیہ مسلم جماعت کی تباہی کا نظارہ دیکھنے کے انتظار میں بیٹھے تھے، اخبارات و رسائل اور نام نہاد علمائے دین جنون کی حد تک فضا کو غضب ناک بنائے ہوئے تھے۔ لیکن امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وفات سے بہت پہلے اس صورت حال کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنے رفقاء پر واضح کر چکے تھے کہ ”اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر اسلام کو خلافت سے مزین کیا اور تمام شکوک اور خطرات دور کر دیئے۔

دوسرا نقطہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اللہ العزیز نے خلافت کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر بیان فرمایا وہ زیادہ پُرشوکت اور جذبہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ خلافت ملتِ بیضا کے حق میں حصارِ امن وایمان ویقین ہے۔ حضور انور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلافت کے انتخاب کے بعد خلیفہ کو بھی امن اور ہمت عطا کرتا ہے اور دنیاوی خطرات سے آزاد کر دیتا ہے۔

اِسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ عالمی سطح پر کتنا ہی عظیم الشان اور پُر وقار اسٹیج ہو یا پارلیمنٹ، دنیا کا بڑے سے بڑا لیڈر مدمقابل ہو اور لاتعداد لوگوں تک خلیفۂ وقت کا خطاب سنا جارہا ہو، جماعت میں فتنہ پرداز لوگوں کا گروہ اپنے مذموم مقاصد کے لئے کام کر رہا ہو اور چاہے جتنی بھی بیرونی مخالفت موجود ہو، خلیفۂ وقت کے چہرے پر خوف کا شائبہ بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ جذبات سے مغلوب ہوتے ہیں۔

خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر اپنے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد رونما ہونے والی ان تمام رکاوٹوں، چیلنجز اور منفی تحریکوں کا ذکر کیا جن کا خلافت احمدیہ کو سامنا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِن رجحانات کا ذکر اپنی تحریروں میں پہلے ہی کر چکے تھے کہ ”اِس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں۔“

خلافت سے محبت کے ایمان افروز جلوے

تقریباً چار بجے ایم ٹی اے ویڈیو کلپس کے ذریعہ خلافت کے ساتھ بے پناہ محبت کے جذبات اور تاثرات پر مبنی ایک مختصر فلم دکھائی گئی۔

سلسلہ سوالات وجوابات

خلیفۃ المسیح کے ان ایمان افروز نظاروں کے بعد حاضرین کے سوالات اور ان کے تفصیلی جوابات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کینیڈا کے دورونزدیک سے شامل اطفال، ناصرات، خدام، لجنات، انصار اور سوشل میڈیا کی جانب سے موضوع کے ہر پہلو پر سوالات کئے گئے۔

ان مذاکرات کے لئے کینیڈا بھر سے پچاس سے زائد سوالات موصول ہوئے۔ اور محدود وقت میں بعض سوالات کے تفصیلی جوابات دیئے گئے۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے کے چند سوالات درج ذیل ہیں:

طفل کا سوال

حضور (خلیفۃ المسیح) کا انتخاب کیسے عمل میں آتا ہے؟

خادم کا سوال

احباب جماعت شرک سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

اِسی طرح خلیفہ کی شان کے بیان میں ان کے مرتبہ سے بڑھ کر مبالغہ آرائی سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

سوشل میڈیا پر خلافت احمدیہ کے خلاف جو اعتراضات اٹھائے جارہے ہیں ان کا تدارک کس طرح کیا جائے؟

معروف فیصلہ سے کیا مراد ہے؟

ناصر کا سوال

کیا زیادہ چندہ ادا کرنے سے برکات زیادہ اور کم چندہ ادا کرنے سے کم برکات حاصل ہوتی ہیں؟

چندہ جات کی ادائیگی کا تعین ہم کیسے کریں؟

کیا اِس کی کوئی حدود ہیں یا سوچے بغیر ادائیگی کرنی چاہئے؟

لجنہ کا سوال

ہم اپنے بچوں کو مذہب کی تعلیمات پر عمل کرنے اور ساتھ ہی انہیں تنقیدی سوچ رکھنے کی کیسے ترغیب دے سکتے ہیں؟

اختتامی خطاب

شام پانچ بجے تقریب کے آخر میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے مختصر اختتامی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اللہ العزیز کے 27 مئی 2008ء کے تاریخی خطاب کا وہ حصہ ویڈیو کلپس کے ذریعہ دکھایا جس میں حضور انور نے کچھ خطرات اور ابتلاؤں کا ذکر فرمایا۔ اور بعض خوش خبریوں اور وعید کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ نیز وفائے عہدِ خلافت کی ریکارڈنگ دوہرائی گئی۔

اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام کینیڈا بھر میں انتہائی کامیاب وکامران رہا اور اسے بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ اور دس ہزار سے زائد افراد نے یہ پروگرام دیکھا اور سنا۔ اور مختلف لوگوں نے اپنے تاثرات سے بھی آگاہ کیا جو بہت ایمان افروز تھے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں تاقیامت خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اس عظیم الشان نعمت کے افضال، برکات اور انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں۔ آمین!

رپورٹ جلسہ یوم مصلح موعود وان امارت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے اظہار کے لیے پوری دنیا کی جماعتیں جلسہ مصلح موعود منعقد کرتی ہیں یہ زندہ خدا کی طرف سے زندہ نشان عطا ہونے پر اس کے شکر کے سجدات بجالانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت کی صورت میں حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا عہد کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں مورخہ 20؍فروری 2022ء بروز اتوار شام آٹھ بجے وان امارت کا جلسہ یوم مصلح موعود آن لائن منعقد ہوا۔

مکرم محمد زبیر منگلا صاحب لوکل امیر وان نے جلسہ مصلح موعود میں شامل ہونے والوں کو خوش آمدید کہا اور اس جلسہ کی صدارت کے لئے مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا سے درخواست کی۔ جلسہ میں مکرم واسیب ڈھندسہ صاحب حلقہ کلائن برگ نے سورۃ آل عمران کی آیت 103 تا 106 کی تلاوت کی ۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم طاہر احمد باجوہ صاحب حلقہ میپل اور اردو ترجمہ مکرم نصیر احمد صاحب حلقہ وان ایسٹ نے پڑھ کر سنایا۔

مختصر افتتاحی خطاب

ان کے بعد مکرم صدر صاحب جلسہ نے اپنے افتتاحی کلمات میں کہا کہ یہ دن کوئی معمولی دن نہیں بلکہ یہ دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک بین نشان ہے۔

بعدہ مکرم بلال احمد صاحب حلقہ وان نارتھ نے کلام محمودؓ سے نظم ''دوستو ہرگز نہیں یہ ناچ اور گانے کے دن'' خوش الحانی سے سنائی ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم وجاہت احمد چوہدری صاحب حلقہ کلائن برگ نے پڑھ کر سنایا۔ پیش گوئی مصلح موعودؓ کے اصلی الفاظ مکرم چوہدری کامران اشرف صاحب حلقہ وڈ برج نارتھ اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم حمزہ خالد صاحب حلقہ وان ایسٹ نے پڑھ کر سنایا۔

مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ کا خطاب

اس پروگرام کی پہلی تقریر مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ وان جماعت نے کی انہوں نے کہا کہ آج ہم سب لوگ کوئی برتھ ڈے منانے کے لیے جمع نہیں ہوئے بلکہ پسر موعود کے بارہ میں عظیم الشان پیش گوئی منانے کے لیے جمع ہوئے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اس پیش گوئی میں موجود 52 یا 53 خصوصیات کا ذکر کیا ہے میں اس وقت صرف ایک خصوصیت کا ذکر کروں گا جو یہ ہے کہ ''خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔'' جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی مخالفت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پھر آپؑ کے خلفاء کی بھی مخالفت ہوئی ۔حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بھی کئی فتنوں نے سر اٹھایا۔ آپؓ کے خلاف پہلا فتنہ مخالفین خلافت کا تھا۔ آپؓ نے جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 28 دسمبر 1944ء کے موقع پر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی جب کہ خلافت کا کوئی سوال بھی ذہن میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا مجھے الہام ہوا جس کا عربی سے اردو ترجمہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو تجھ پر ایمان لائیں گے ان لوگوں پر جو تیرے مخالف ہوں گے قیامت تک غالب رہیں گے، آگے فرمایا اس کے نتیجہ میں دیکھو کہ کس کس طرح میری مخالفت ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح دی پھر فرمایا (مخالفین خلافت) جو بڑا اثر و رسوخ رکھتے تھے اور جماعت پر خاص طور پر اثر تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام پروپیگنڈہ کو بے اثر کیا اور مجھے اس نے فتح اور کامرانی عطا کی۔

ایک اور مثال جماعت الاحرار کی ہے اور ان کی سازشوں اور منصوبوں سے آپؓ کو اور جماعت کو کس طرح اپنی حفاظت میں رکھا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں اسی طرح احرار میرے مقابلے میں اٹھے احرار کو بعض ریاستوں کی بھی تائید حاصل تھی۔ پھر فرمایا چنانچہ احرار نے 1934ء میں شورش شروع کی اور اس قدر مخالفت کی کہ تمام ہندوستان کو میری جماعت کے خلاف بھڑکا دیا اس وقت مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر میں نے اپنے ایک خطبے میں اعلان کیا کہ تم احرار سے مت گھبراؤ خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ ... اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے۔

آپ نے 1913ء میں ایک رؤیا دیکھی جس کے بارہ میں آپؓ فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ میں ان کی گالیوں کی طرف توجہ نہ کروں اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتا ہوا منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا جاؤں۔ پھر فرمایا ہم تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور کوئی ایک دن بھی ہم پر ایسا نہیں چڑھا جب ہماری تعداد میں پہلے سے اضافہ نہ ہو گیا ہو پس کامیابی ہماری ہے اور ناکامی ہمارے دشمن کی۔

آخر میں مربی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ مورخہ 18؍فروری 2011ء سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضور نے فرمایا۔ اس پیش گوئی کی حقیقت تو تب روشن تر ہوگی جب ہم میں بھی اس کام کو آگے بڑھانے والے پیدا ہوں گے۔ ... پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔

ویڈیو کلپس

مکرم مربی صاحب کی تقریر کے بعد ایک ویڈیو پیش کی گئی جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی کے مختلف ادوار دکھائے گئے اور ان کے جاری فرمودہ بہت سے پروگرام اور ان کی کامیابیوں کی جھلکیاں دکھائی گئیں اس ویڈیو کا اردو ترجمہ مکرم محمد صالح صاحب مربی سلسلہ وان جماعت نے پیش کیا۔

ہیومینیٹی فرسٹ کی خدمات

اس کے بعد ہیومینیٹی فرسٹ کے ڈائریکٹر کمیونیکیشن مکرم مبشر احمد خالد صاحب نے اپنے فلاحی ادارے کے بارہ میں ایک پریزنٹیشن پیش کی۔ جس میں ہیومینیٹی فرسٹ کی تاریخ بیان کی اور اس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس وقت یہ دنیا کے 91 ممالک میں خدمات بجا لا رہی ہے ۔ جب کہ 60 ممالک میں باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ ان کے پروگراموں کی تفصیلات بتائیں۔

آپ نے آخر میں بتایا کہ اس وقت COVID-19 کی وبا کے نتیجے میں خوراک حاصل کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جب کہ فنڈز اور رضا کاروں کی کمی پیدا ہوگئی ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ تین طرح سے ہیومینیٹی فرسٹ کی مدد کریں۔ اول عطیات دے کر، دوم رضا کارانہ خدمات پیش کر کے اور سوم

کسی پروجیکٹ کو اسپانسر کر کے اس کارِ خیر حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

اختتامی خطاب

آخر میں صدر صاحب جلسہ مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نے اختتامی خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت میں بہت سی خصوصیات اور قابلیتیں رکھی تھیں انہوں نے سات ایسی خصوصیات کا ذکر کیا۔ آپ کو قرآن کریم سے بے پناہ محبت، دعا کی طاقت پر بھرپور بھروسہ، احباب جماعت سے بے حد محبت، حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بہت ادب اور احترام، خاندان کے لیے وقت نکالنا، بڑے منتظم اور بلند پایہ مقرر تھے۔

آخر میں لوکل امیر صاحب نے مقررین اور شرکاء جلسہ کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد مکرم ڈاکٹر صاحب نے دعا کروائی اور اس طرح یہ بابرکت جلسہ رات دس بجے اختتام پذیر ہوا جس میں ایک ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔

نوٹ: یہ پروگرام انگریزی میں ہوا تھا جس کی چند جھلکیاں اردو میں افادۂ عام کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

(رپورٹ: مکرم غلام احمد عابد صاحب سیکرٹری اشاعت وان)

مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب

مکرم صادق احمد صاحب

مکرم محمد زبیر منگلا صاحب

مکرم مبشر احمد خالد صاحب

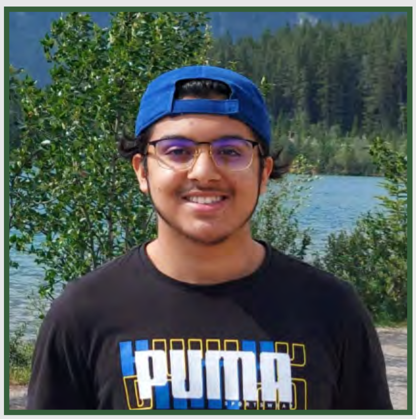

مکرم واسیب ڈھندسہ صاحب

مکرم طاہر احمد باجوہ صاحب

مکرم بلال احمد صاحب

مکرم وجاحت احمد چودھری صاحب

مکرم حمزہ خالد صاحب

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ محترمہ زرینہ خاتون صاحبہ

2/مارچ 2022ء کو محترمہ زرینہ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم سلیم احمد ملک صاحب مرحوم کراچی بقضائے الٰہی 74 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. اگلے روز 3/مارچ کو کراچی میں تدفین ہوئی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک صالحہ،صوم وصلوٰۃ کی پابند،ہمدرد وخیر خواہ،خلیق،ملنسار اور صلہ رحمی کرنے والی خاتون تھیں۔نظام جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چار بیٹے مکرم جاوید احمد ملک صاحب،مکرم اقبال احمد پرویز صاحب،مکرم شاداب احمد ملک صاحب کراچی اور مکرم شاہد احمد ملک صاحب پیس ویلج (شعبہ مال جماعت احمدیہ کینیڈا) اور دو بیٹیاں محترمہ نیلوفر ملک صاحبہ واہ کینٹ اور محترمہ سیمی رانی صاحبہ ڈھاکہ یادگار چھوڑے ہیں۔مرحومہ کے بعض اور اعزہ و اقارب بھی کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم مبشر احمد ورک صاحب

6/مارچ 2022ء کو مکرم مبشر احمد ورک صاحب مس ساگا جماعت 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

8/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی اور مکرم دانش احمد صاحب نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک،صالح،صوم وصلوٰۃ کے پابند،ہمدرد وخیر خواہ اور ملنسار تھے۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم کے درج ذیل پسماندگان ہیں۔اہلیہ محترمہ منصورہ سلطانہ صاحبہ،پانچ بیٹے مکرم محمد اویس کامران صاحب،مکرم احمد عثمان صاحب،مکرم حمید ذیشان احمد صاحب مسس ساگا اور دو بیٹے پاکستان میں ہیں۔چار بیٹیاں،محترمہ رافع قمر صاحبہ،محترمہ فائزہ عمر صاحبہ بریمپٹن،محترمہ ارم فردوس صاحبہ بریڈفورڈ،محترمہ عائشہ ضہیب صاحبہ مسس ساگا۔ایک بھائی مکرم اعجاز احمد صاحب پاکستان اور چھ بہنیں ہیں جن میں سے تین بہنیں محترمہ فاخرہ تسلیم صاحبہ،محترمہ سمیرا انیس صاحبہ اور محترمہ عابدہ خانم صاحبہ پیس ویلج اور باقی تین بہنیں پاکستان میں ہیں۔

☆ محترمہ امۃ السمیع صاحبہ

6/مارچ 2022ء کو محترمہ امۃ السمیع صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب مرحوم مسس ساگا نارتھ جماعت 89 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

11/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے شام آٹھ بجے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور ان کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔نیک،صالحہ،صوم وصلوٰۃ کی پابند،تہجد گزار،خلیق،ملنسار اور دعا گو خاتون تھیں۔آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا گہرا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چار بیٹے مکرم فہیم احمد چوہدری صاحب،مکرم اظہر احمد صاحب مسس ساگا،مکرم فلاح الدین قمر صاحب پاکستان،مکرم فیتن احمد صہیب صاحب لندن یوکے اور ایک بیٹی محترمہ امۃ القیوم صاحبہ کیلگری یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ سیدہ زہرہ جبیں چوہدری صاحبہ

9/مارچ 2022ء کو محترمہ سیدہ زہرہ جبیں صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحفیظ چوہدری صاحب کلائن برگ 78 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

11/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پونے دو بجے مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں اڑھائی بجے تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سید سیف اللہ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔نیک،صالح،صوم وصلوٰۃ کی پابند،تہجد گزار،خلیق اور ملنسار تھیں۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم عبدالحفیظ چوہدری صاحب،ایک بیٹا مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب بریمپٹن ویسٹ اور تین بیٹیاں محترمہ دُرِّ حفیظ صاحبہ وان،محترمہ دُرِّ احمد صاحبہ مسس ساگا،محترمہ دُرِّ متین صاحبہ ہملٹن،دو بھائی مکرم ڈاکٹر سید بصارت احمد صاحب جرمنی،مکرم ڈاکٹر سید وسیم احمد سیفی صاحب بھارت،چار بہنیں محترمہ امۃ الحی صاحبہ،محترمہ سیدہ فاطمہ سیفی صاحبہ،محترمہ سیدہ بشریٰ سیفی صاحبہ بھارت،محترمہ ڈاکٹر سیدہ امۃ الحفیظ صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم قمر الحمید صاحب

12/مارچ 2022ء کو مکرم قمر الحمید صاحب اوک ول جماعت 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

14/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بریمپٹن

میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی۔مکرم لطف الرحمٰن صاحب نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح ،صوم وصلوٰۃ کے پابند،تہجد گزار، ہمدرد وخیر خواہ،خلیق،ملنسار اور دعا گو بزرگ تھے۔آپ کا نظام جماعت اورخلافت سے اخلاص اور وفا کا گہرا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ثریا حمید صاحبہ، دو بیٹے مکرم عاطف حمید صاحب اوک ول ،مکرم عارف حمید صاحب وان، ایک بھائی مکرم سہیل احمد صاحب کیلگری، تین بہنیں محترمہ بدر احمد صاحبہ، کیلگری ،محترمہ قمر نیازی صاحبہ، محترمہ اختر ناہید آغا صاحبہ بریمپٹن یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم جہانگیر احمد کوثر صاحب

19/مارچ 2022ء کو مکرم جہانگیر احمد کوثر صاحب پیس ویلیج سینٹر ویسٹ 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

21/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الاسلام میں شام پونے سات بجے مکرم امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ پیس ویلیج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ان کی تدفین پاکستان میں ہوئی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک ، صالح ،صوم وصلوٰۃ کے پابند،خلیق،ملنسار تھے۔آپ کا خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ، دو بیٹے مکرم عمر فاروق صاحب،مکرم علی زیب صاحب پیس ویلیج اور دو بیٹیاں محترمہ زینت عرفان صاحبہ اور محترمہ زرینہ شعیب صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم شیخ دبیر احمد گوہر صاحب

19/مارچ 2022ء کو مکرم شیخ دبیر احمد گوہر صاحب مسی ساگا جماعت 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

23/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں شام پونے آٹھ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلے روز 24/مارچ کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی اور مکرم عطاء الرب صاحب نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح ،صوم وصلوٰۃ کے پابند،تہجد گزار، ہمدرد وخیر خواہ ،خلیق،ملنسار تھے۔آپ کا نظام جماعت اورخلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں تین بھائی مکرم نصیر احمد گوہر صاحب مکرم انیس احمد گوہر صاحب،مکرم لئیق احمد گوہر صاحب، تین بہنیں محترمہ سعدیہ گوہر صاحبہ،محترمہ لبنیٰ گوہر صاحبہ بکھر اور مکرم شاہد رحمٰن شیخ صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس اور ایک دوست مکرم ظفر احمد ندیم صاحب مسی ساگا یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ حلیمہ بشریٰ صاحبہ

20/مارچ 2022ء کو محترمہ حلیمہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ارشد رانا صاحب مرحوم احمدیہ ابوڈ آف پیس 76 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

23/مارچ 2022ء کو سکاٹ فیونرل ہوم وڈبرج صبح نو بجے مکرم عبدالحنان سوبھی صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 24/مارچ کو نیشول قبرستان میں صبح دس بجے تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔آپ درویش قادیان مکرم مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب مرحوم سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان، سابق ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان کی بیٹی تھیں۔مرحومہ کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان اور کراچی میں مختلف عہدوں پر تیس سال تک خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔مرحومہ نیک، صالح ،صوم وصلوٰۃ کی پابند ، تہجد گزار، خلیق ،ملنسار اور ہمدرد خاتون تھیں۔آپ کا نظام جماعت اورخلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا گہرا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم محمد اکرم صاحب مسی ساگا، چار بیٹیاں محترمہ راشدہ بشریٰ صاحبہ سیسکاٹون، محترمہ ثروت بشریٰ صاحبہ یوکے،محترمہ راحت بشریٰ صاحبہ، محترمہ ندرت بشریٰ صاحبہ پاکستان اور ایک بھائی مکرم عبدالباسط قمر بقاپوری صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم نعیم احمد صاحب

27/مارچ 2022ء کو مکرم نعیم احمد صاحب مسی ساگا ویسٹ 57 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

30/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں شام پونے سات بجے مکرم عبدالقادر عودہ صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔31/مارچ کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں صبح گیارہ بجے تدفین ہوئی اور مرحوم کے عزیز مکرم ڈاکٹر خالد ملک صاحب پٹس برگ نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح ،صوم وصلوٰۃ کے پابند،خلیق ،ملنسار تھے۔گلبرگ لاہور میں جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔آپ کا خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ روزینہ نعیم صاحبہ، ایک بیٹا مکرم محمد معین احمد صاحب مسی ساگا، دو بیٹیاں محترمہ عائشہ نعیم صاحبہ مسی ساگا، محترمہ ازکیٰ نعیم صاحبہ بریمپٹن، تین بھائی مکرم وسیم احمد صاحب بریڈفورڈ، مکرم وحید احمد صاحب امریکہ،مکرم فہیم احمد صاحب یوکے، تین بہنیں محترمہ نوشابہ ودود صاحبہ کیلگری، محترمہ امۃ المتین صاحبہ جرمنی اور محترمہ قرۃ العین صاحبہ اسلام آباد یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم عبدالشکور خلیفہ صاحب

28/مارچ 2022ء کو مکرم عبدالشکور خلیفہ صاحب مسی ساگا ویسٹ 66 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

31/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں شام آٹھ بجے مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحوم کے خاندان، اخلاقِ فاضلہ اور

جماعتی خدمات کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا۔اس کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔ یکم اپریل کو برامپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ساڑھے گیارہ بجے تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق، ملنسار، بہت پیار کرنے والے انسان تھے۔ جماعت کی رضا کارانہ خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔آپ کا خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔مرحوم، مکرم عبدالمنان خلیفہ چیف انجنیئر مرحوم کے صاحبزادے تھے۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ المتین صاحبہ، پانچ بھائی مکرم میجر (ر) عبدالحفیظ خلیفہ صاحب، پیس ویلج، مکرم عبدالباسط خلیفہ صاحب رچمنڈ ہل، مکرم عبدالسمیع خلیفہ صاحب پکرنگ، مکرم عبدالحلیم خلیفہ صاحب سینٹ کیتھرائن، مکرم عبدالقدوس خلیفہ صاحب پیس ویلج اور دو بہنیں محترمہ امۃ الباسط درد صاحبہ وان ایسٹ اور محترمہ امۃ الجمیل ناصر صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔ان کے علاوہ مرحوم کے اور بھی بہت سے اعزہ واقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم پروفیسر کرامت اللہ راجپوت صاحب

30/مارچ 2022ء کو مکرم پروفیسر کرامت اللہ راجپوت صاحب ملٹن ایسٹ جماعت 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

اگلے روز 31/مارچ 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں شام آٹھ بجے مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحوم کی علمی، ادبی شخصیت اوران کی تبلیغی خدمات کا ذکر کیا۔اس کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔یکم اپریل کو برامپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں بارہ بجے تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم عظمت اللہ راجپوت صاحب کے صاحبزادے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت میاں جان محمد ہیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے، حضرت میاں عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے اور حضرت حافظ ملک مشتاق احمد پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔

پروفیسر صاحب مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، ہمدرد وخیرخواہ، صلہ رحمی کرنے والے انسان تھے۔اپنے رفقاء اور طلباء میں بے حد مقبول تھے۔ایک لمبا عرصہ تعلیم وتدریس میں گزرا، علم وادب کی خوب خدمت کی۔ ایک اچھے شاعر، ادیب اور نقاد تھے۔اچھا مشاعرہ پڑھتے تھے، کبھی ترنم سے اور کبھی تحت اللفظ۔آپ ایک بارعب، دراز قامت پُرجوش داعی اللہ تھے۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ صادقہ اختر صاحبہ، دو بیٹے احمد صفی اللہ راجپوت صاحب صدر حلقہ ملٹن ایسٹ، مکرم توصیف راجپوت صاحب، تین بیٹیاں محترمہ نورافروز صاحبہ ملٹن ایسٹ، محترمہ گل افروز صاحبہ اہلیہ مکرم انعام راجپوت صاحب بریڈفورڈ، محترمہ غازیہ راجپوت صاحبہ اہلیہ مکرم ذیشان راجپوت صاحب جرمنی اور ایک بھائی مکرم نصیر راجپوت صاحب جرمنی یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ عطیہ شریف صاحبہ

2/اپریل 2022ء کو محترمہ عطیہ شریف صاحبہ اہلیہ مکرم سید شریف احمد منصوری صاحب مرحوم برلنگٹن جماعت 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

3/اپریل 2022ء کو نماز مغرب سے پہلے ایوان طاہر میں مرحومہ کے چہرہ کو دکھایا گیا۔کثیر تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔یکم رمضان المبارک کو نماز مغرب کے بعد مسجد بیت الاسلام میں مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحومہ کی گراں قدر طویل خدمات کا ذکر کیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔ 4/اپریل کو برامپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں دو بجے تدفین ہوئی اور مکرم عبدالحی چٹھہ صاحب مربی سلسلہ ملٹن نے دعا کرائی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور صحابی حضرت حکیم محمد حسین المعروف مفرح عنبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاہور کی نواسی تھیں۔جماعت احمدیہ کینیڈا کی ابتدائی لجنہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔آپ 1970ء میں ٹرانٹو تشریف لائی تھیں۔صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا، نیشنل سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ کینیڈا اور لمبا عرصہ مینا بازار میں زیورات بطور عطیات جات حاصل کر کے صرافوں سے ان کی قیمتیں لگوانا، جو جان جوکھوں کا کام تھا، جیسی نمایاں خدمات انجام دیں۔مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کے لئے چندہ میں آنے والے زیورات کی فروخت کی ذمہ داری احسن طور پر انجام دی۔ اسی طرح مختلف نمائشوں کا اہتمام کیا جس میں خود اپنے ہاتھ سے اشیاء بنا کر اور دیگر ملبوسات وغیرہ فروخت کر کے مسجد کے لئے چندہ اکٹھا کیا۔الغرض مرحومہ کو ایک طویل عرصہ تک لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی غیر معمولی گراں قدر خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔مرحومہ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، ہمدرد وخیر خواہ خاتون تھیں۔اپنے شوہر مکرم منصوری صاحب کا تادم آخر بہت خیال رکھا اور خاطر وتواضع میں ان کا مثالی رویہ تھا۔مکرم منصوری صاحب مرحوم اپنے دوست احباب سے ان کے حسن خلق اور اعلیٰ خدمات کا ذکر کیا کرتے تھے۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا گہرا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم سید منور احمد صاحب مسی ساگا، ایک بیٹی محترمہ طاہرہ شہاب صاحبہ برلنگٹن، ایک بھائی مکرم سیٹھ محمد انور اعظم صاحب آف دکن، سکاربرو اور دو بہنیں محترمہ انیسہ ملک صاحبہ امریکہ اور محترمہ امۃ الحلیم صاحب اسلام آباد یادگار چھوڑی ہیں۔مرحومہ کے بعض اور اعزہ واقارب بھی کینیڈا میں مقیم ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔آمین۔